Nato to attack on Pakistan - Secret Report

علمی، ادبی، اصلاحی، تحقیقی و اسلامی صحافت کا عظیم شاہکار

ماہنامہ

ندائے اجود لاہور

جلد چہارم ـــــ شمارہ 7 جنوری 2012ء

www.nidae-ajwad.tk

WILL NATO ATTACK PAKISTAN?

یہ جنگ ہماری تھی نہ ہے

CRISIS

بے چاری عوام کہاں جائے؟

مجھے بیٹا چاہیے بس!

نعت

(عطاء الرحمان شہبازؔ فاروقی رحمۃ اللہ علیہ)

میں تیرے سامنے جھک رہا ہوں خدا
میرا کوئی نہیں اللہ تیرے سوا
میں گناہ گار ہوں، میں سیاہ کار ہوں
میں خطا کار ہوں، میں سزا وار ہوں
مرے سجدوں میں تیری ہی حمد و ثنا
میری توبہ ہے توبہ اے میرے اللہ
مجھ گناہ گار کو تو نہ دینا سزا
میری آہوں کو سن لے اے حاجت روا
مجھ پہ جب بھی مصیبت بنی ہے
وہ تیرے نام سے ہی ٹلی ہے
مشکلیں حل کرو سب کے مشکل کشا
میرا کوئی نہیں اللہ تیرے سوا
میں تو غفار ہوں تو نے خود ہی کہا
نہیں کوئی نہیں ہے شہبازؔ کا
بخشش دونگا میں تجھ کو ہے یہ وعدہ تیرا

نعت

دونوں جہاں پاتے ہیں فیضانِ مصطفیٰ ﷺ
کیا کم ہے یہ جہاں یہ احسانِ مصطفیٰ ﷺ
کرتے ہیں ناز اُس پہ زمانے کے بادشاہ
جس دل میں موجزن ہوں ارمانِ مصطفیٰ ﷺ
کیا شان ہے حضور ﷺ کے دربار خاص کی
جبریل بھی ہے بخت سے دربانِ مصطفیٰ ﷺ
کرتے ہیں صبح و شام جو مدح رسولِ پاک
کہتی ہے خلق اُن کو ثنا خوانِ مصطفیٰ ﷺ
مارِ سقر کی طرف کیونکر وہ جائے گا
جس دل میں جاگزیں ہے ہر آنِ مصطفیٰ ﷺ
اپنے ہی درِ پاک پہ بلا لیں گے وہ ضرور
جس کے دل و نظر میں ہے ارمانِ مصطفیٰ ﷺ
عالم میرے حضور کے دشمن ہیں نامراد
خود ربِ دو جہاں ہے نگہبانِ مصطفیٰ ﷺ

فہرست مضامین ..... برائے جنوری 2012ء

نمبر شمار	نام مضمون	مصنف	صفحہ نمبر	کل صفحات	کمپوزر
1	اداریہ ..... بے چاری عوام کہاں جائے؟	چیف ایڈیٹر کے قلم سے	12	3	
2	درس قرآن	ماخوذ از تفسیر ابن کثیر	15	3	
3	درس حدیث	ادارہ	18	3	
4	حالات زندگی حضرت مفتی محمد حسن صاحبؒ	ادارہ	21	3	
	تقابل ادیان	مولانا یوسف خان صاحب	24	3	
5	مطالعہ الفاظ قرآنی	نوید اسلام صدیقی	27	3	
6	شرعی مسائل اور ان کا حل	ادارہ	30	3	
7	سیدنا معاویہ بن ابی سفیانؓ	محمد توصیف عباسی	33	6	
8	سعودی حکومت کے خلاف عالمی سامراج کی سازش		39	3	
9	کہے فقیر	ڈاکٹر محمد اظہر	44	4	
10	رضائے الٰہی قرآن کی نظر میں	مشتاق احمد ورک	48	3	
11	تمہیں وطن کی ہوائیں سلام کہتی ہیں	محمد متین خالد	51	3	
12	یہ جنگ ہماری تھی نہ ہے	عرفان صدیقی	54	4	
13	رضائے حق	کیپٹن (ر) جہانگیر	58	3	
14	پھلجھڑیاں	حبیب اشرف صبوحی	61	3	
15	مجھے بیٹا چاہیے بس!	سلیم رؤف	64	3	
16	سعدی شیرازیؒ	محمد سرور چیمہ	67	2	
17	جھوٹی قسم اٹھانے کا انجام	مولانا سلیم ثومرو	69	3	
18	سائنسی ایجادات قرآن کریم کی روشنی میں	سید عادل علی	72	3	
19	عظمت اسلام	ایم ایچ شاہ	75	2	
20	ون ویلنگ	جمیل اعجاز	77	2	
21	عالم اخبار	نوید اسلام صدیقی	79	2	
22	آیئے عربی سیکھیں	مولانا سمیع اللہ حقانی	81	1	
23	اشرفیہ ہوم لیویشن 82 عمر ایسوسی ایٹس 85	وحاب اثر 86	اپیل اشرفیہ 83 ایجوکیشنل (نیو) 84	ہمدرد 87	

ماہ دسمبر کی 25 تاریخ بانی پاکستان محمد علی جناح کا یوم ولادت ہے جنہوں نے مسلمانوں کی قیادت کرتے ہوئے طویل اور لازوال جدوجہد کے بعد اسلامی ملک پاکستان کی بنیاد رکھی، جو صرف اسلامی ریاست کے طور پر وجود میں آیا مگر یہ ملک نہ تو صحیح اور حقیقی معنوں میں اسلامی ریاست کا روپ دھار سکا اور نہ ہی قیام پاکستان کے مقاصد کو عملی جامہ پہنایا جا سکا۔

اس وقت ہمارے ملک پاکستان کی حالت قابل رحم اور اس کے عوام کی حالت اس سے کہیں زیادہ قابل رحم ہے یہ ملک ایک کھیل کے میدان کی شکل اختیار کر چکا ہے یہاں جو چاہے جس طرح چاہے اپنے فن کا مظاہرہ اور داؤ پیچ لڑا سکتا ہے اور اس میدان میں اتنا شور وغل بپا ہے، اتنی دھول اڑائی جا رہی ہے کہ اصل منظر ہی آنکھوں سے اوجھل ہے تماشائی (عوام) سر پکڑے بیٹھے ہیں کہ کس کو داد دی جائے؟ کس کا ساتھ دیا جائے؟ کون ہارے گا اور کون جیتے گا؟ کسی سے کوئی فیصلہ نہیں ہو رہا۔ تمام کھلاڑی اپنی اپنی جگہ اپنا مکروفریب سے بھرپور کھیل پیش کر رہے ہیں۔ کچھ کھلاڑی عدلیہ کو اکھاڑے میں پچھاڑنے کی تگ ودو میں ہیں۔ کچھ کھلاڑی پاک فوج کے ساتھ ہنر آزمائی کر رہے ہیں، کچھ کھلاڑی اپنے سیاسی حریفوں کو نیچا دکھانے کے کرتب دکھا رہے ہیں، کچھ کھلاڑی سیاست کا نیا جال بننے کی تیاریوں میں مصروف ہیں، کچھ کھلاڑی میڈیا کو ڈھال بنا کر سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ کا تڑکا لگانے پہ تلے ہوئے ہیں، ہر طرف شاطرانہ چالیں ہیں، چار سو ہلڑبازی ہے، تند و تیز جملے ہیں، آتش فشاں برکیں ہیں، ایک دوسرے کو چت کرنے کے کرتب ہیں، وفاداریاں بدلنے کے بھیانک مناظر ہیں، سیاست ہو یا سیاستدان، حکومت ہو یا حکمران، ہر ایک نے دجل اور مکروفریب کی سیاہ چادر اوڑھ لی۔

یہ تو تھا کھیل کے میدان اور اس کے کھلاڑیوں کا منظر۔ رہے تماشائی عوام تو ان کی مثال بکریوں کے ریوڑ کی سی ہے جن کو جو چاہے جدھر چاہے ہانک دے۔ ایسا لگتا ہے ہماری عوام کی کوئی سوچ ہی نہیں ہے کوئی زندہ دلی ہی نہیں ہے۔ ہر طرف بڑے بڑے تعلیمی اداروں کا جال بچھا ہوا ہے، دانشوروں اور محققین کی فوج ظفر موج ہے مگر کہیں سے بھی محسوس نہیں ہوتا کہ ہم زندہ قوم

ہیں یا یہ کہ ہم کوئی ایسا کرشمہ دکھائیں کہ ہمارا ملک چوروں، لٹیروں، سیاسی چالبازوں اور مفاد پرستوں سے ہمیشہ کے لیے نجات پا سکے۔ کوئی ایسا انقلاب برپا کریں کہ جو حقیقی معنوں میں آزاد ہو اور قانون ہر کمزور و طاقتور، ہر امیر و غریب عوام اور حکمران سب کے لیے برابر ہو۔ ملکی بدحالی اس قدر گھمبیر ہو گئی ہے کہ پی آئی اے اور ریلوے کو تباہی کے گڑھے میں پھینک دیا گیا، کسی نے آواز نہ اٹھائی، بجلی اور گیس کی لوڈشیڈنگ عروج پر ہے کوئی پوچھنے والا نہیں ہے، اشیا کی قیمتیں قوت خرید سے بالا ہیں مگر کسی کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی، عوام بدحالی کے آخری درجے پر ہے مگر ان کے ہاتھ حکمرانوں کے گریبانوں تک پہنچنے کی کوئی امید نہیں۔ حکمرانوں کی عیاشیاں، بدمعاشیاں اور اللے تللے جاری ہیں۔

ہمارا پڑوسی ملک جس کی عمر ہمارے ملک کی عمر کے برابر ہے مگر اس نے ہر محاذ پر ہمیں پیچھے چھوڑ دیا۔ بین الاقوامی سطح پر ہم سے کئی گنا زیادہ عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے، اب تو ہم نے بھی باوجود اس کے کہ بھارت ہمارا حریف ملک ہے اس کو تجارت کے لیے پسندیدہ ملک قرار دے دیا ہے، عوام کی فلاح و بہبود اور سہولیات پر بھارتی حکمرانوں کی پوری توجہ ہے۔ حال ہی میں انڈیا میں ایک بل پاس ہوا جس کے تحت وہاں کی 63 % آبادی کو آٹا اور چاول صرف تین روپے کلو میں دستیاب ہوں گے اور دیگر بنیادی اور ضروری اجناس بھی انتہائی کم ریٹ پر ملیں گی اس کو کہتے ہیں عوام دوست حکومت اور حقیقی معنوں میں عوام کا درد رکھنے والے حکمران۔

مناسب ہے کہ یہاں تھوڑا سا تذکرہ ہمارے روٹی، کپڑا، مکان کے نعرے لگانے والے حکمرانوں کی قناعت پسندی اور غریب ملک کے خزانے کو خرچ کرنے کا بھی ہو جائے۔ خبر ہے کہ ایوان صدر کی جانب سے کیپیٹل ڈویلپمنٹ اتھارٹی کو مطلع کیا گیا ہے کہ ایوان صدر کے باورچی خانہ کی تزئین نو ہونی ہے اور اس کے لیے فوری طور پر منصوبہ بنایا جائے۔ منصوبہ کے مطابق اس پر 26 کروڑ سے زائد کا تخمینہ لگایا گیا ہے بتایا گیا ہے کہ باورچی خانہ میں ساز و سامان کی تنصیب کے لیے، 9 کروڑ 58 لاکھ، نئے ڈیزائن، پلمبرنگ اور آگ بجھانے کے آلات کے لیے 2 کروڑ 80 لاکھ، بجلی کی تنصیب کے لیے 11 کروڑ 10 لاکھ روزانہ کے استعمال کی اشیا اور برتنوں کی خریداری کے لیے 6 کروڑ 32 لاکھ مختص کیے گئے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

ایک رپورٹ یہ بھی ہے کہ موجودہ مالی بجٹ میں ایوان وزیراعظم ہاؤس کا ماہانہ خرچہ سوا 4 کروڑ روپے ہے۔ اگرچہ ایوان صدر سے اس رپورٹ کی ہلکی پھلکی تردید آئی ہے مگر اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے حکمرانوں کی منہ زور عیاشیاں کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔ ایک اندازے کے مطابق ملک پاکستان

جو راز دشمن سے چھپانا ہے وہ دوست سے بھی چھپا

وزیراعظم کے ماہانہ دس کروڑ سے زائد کے اخراجات اٹھا رہا ہے۔ دیگر وزراء کے اخراجات کی الگ فہرست ہے۔

تو قارئین کرام! اس وقت ملک کو انقلاب کی ضرورت ہے ایسا انقلاب جو ان تمام لٹیروں، وڈیروں، جاگیرداروں، سرداروں اور زمینداروں سے ہمیشہ کے لیے نجات دلا سکے۔ اگر اسی طرح پرانے چہرے نیا روپ دھار کر سارے منظر پہ چھائے رہے تو ملک کی حالت بدلنے کا خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہ ہوگا۔

آزاد میڈیا کی ریشہ دوانیاں

ہمارے ملک کا خصوصاً الیکٹرانک میڈیا آزادی کی آڑ میں شتر بے مہار کی طرح تمام حدیں پھلانگ کر پوری قوم کو یرغمال بنائے ہوئے ہے۔ جھوٹ اور غیر تحقیقی باتوں کا بار بار اس انداز سے ڈھنڈورا پیٹتا ہے کہ پوری قوم دم بخود ہو کر رہ جاتی ہے اور خاص طور پر ہمارے آزاد میڈیا نے دینی جماعتوں اور دینی مدارس کی کردار کشی اور ان کے خلاف ہرزہ سرائی کو اپنا مقصد اوّل بنا رکھا ہے۔ حال ہی میں کراچی میں قائم ایک فلاحی ادارہ جو کہ ایک دینی مدرسہ کے ماتحت چل رہا ہے جس میں منشیات کے عادی افراد کو معاشرہ کا قیمتی اور کامیاب فرد بنانے کے لیے تربیت اور علاج کیا جاتا ہے، جہاں پر منشیات کے عادی لوگوں کو قیدی کی صورت میں رکھا جاتا ہے تاکہ وہ باہر نکل کر کسی نقصان کا باعث نہ بنیں یا دوبارہ نشہ کی لت میں نہ پڑ جائیں، ان کے ورثا اپنے ہاتھوں سے ایسے افراد کو اس ادارے کے سپرد کر کے جاتے ہیں اور ان کی اس محنت کے نتیجے میں بے شمار افراد جو عضو معطل کی صورت اختیار کر چکے تھے وہاں کی تربیت کے بعد نہ صرف نشہ کی لعنت سے چھٹکارہ پایا بلکہ معاشرہ کے بہترین افراد بن کر نکلے۔

مگر آزاد میڈیا نے حقیقت سے انحراف کرتے ہوئے جھوٹ کو اس قدر نشر کیا کہ اس کے اصل کردار کو مسخ کر دیا حالانکہ اس قسم کے اداروں کی حکومتی اور عوامی سطح پر بھرپور حوصلہ افزائی کرنی چاہیے۔ جو بغیر کسی معاوضہ کے ملک کے لاکھوں افراد کو تعلیم و تربیت سے روشناس کر رہے ہیں ان کو ایسی تربیت دیتے ہیں کہ وہ معاشرہ کے مثالی افراد بن جاتے ہیں اور میڈیا کے ارباب واختیار سے گزارش ہے کہ خدارا سچائی کا دامن تھامیں کسی کی کردار کشی کے بجائے عوام اور معاشرہ کی اصلاح اور ان کی بہتری کے لیے، اپنے وسائل بروئے کار لائیں۔ یہ قوم پہلے ہی مسائل کے دلدل میں پھنسی ہوئی ہے اور اگر میڈیا کی یوں آزادانہ یلغار جاری رہی تو معاشرہ میں سکون غارت ہو جائے گا اور قوم ذہنی مریض بن کر رہ جائے گی۔

(الاسلام) ..... انجمن شہریہ ..... فقط اھو ذوجنبہ

اللہ تعالیٰ اعمال میں صرف اس عمل کو پسند کرتے ہیں جو خالص اسی کے لیے ہو

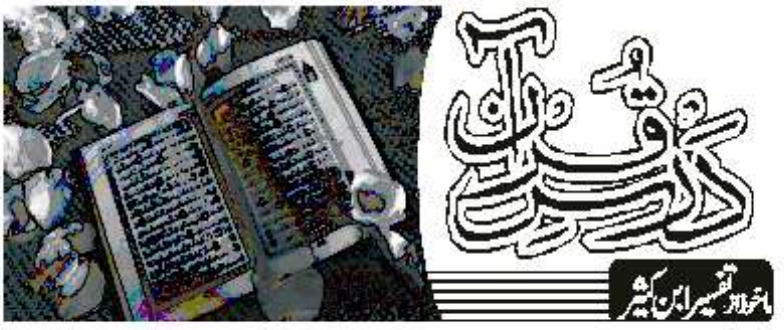

ناسخ اور منسوخ کی بحث: حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں نسخ کے معنی بدل کے ہیں۔ مجاہدؒ فرماتے ہیں مٹانے کے معنی ہیں جو (کبھی) لکھنے میں باقی رہتی ہے اور حکم بدل جاتا ہے۔ ابن مسعودؓ کے شاگرد اور ابو العالیہ اور محمد بن کعب قرظیؒ سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ ضحاکؒ فرماتے ہیں بھلا دینے کے معنی ہیں۔ عطاءؒ فرماتے ہیں چھوڑ دینے کے معنی ہیں۔ سدیؒ کہتے ہیں اٹھا لینے کے معنی ہیں جیسے آیت اَلشَّیْخُ وَالشَّیْخَۃُ اِذَا زَنَیَا فَارْجُمُوْھُمَا یعنی زانی مرد اور عورت کو سنگسار کر دیا کرو، اور جیسے آیت لَوْ کَانَ لِابْنِ اٰدَمَ وَادِیَانِ مِنْ ذَھَبٍ لَابْتَغٰی لَھُمَا ثَالِثًا یعنی ابن آدم کو اگر دو جنگل سونے کے مل جائیں تو پھر بھی وہ تیسرے کی جستجو میں رہے گا۔ ابن جریرؒ فرماتے ہیں کہ احکام میں تبدیلی ہم کر دیا کرتے ہیں حلال کو حرام، حرام کو حلال، جائز کو ناجائز، ناجائز کو جائز وغیرہ۔ حکم کرنا، روکنا اور رخصت جائز اور ممنوع کاموں میں نسخ ہوتا ہے۔

نسخ کے لفظی معنی نقل کرنے کے ہیں جیسے کتاب کے ایک نسخے سے دوسرا نقل کر لینا۔ اسی طرح یہاں بھی چونکہ ایک حکم کے بدلے دوسرا حکم ہوتا ہے اس لیے اسے نسخ کہتے ہیں خواہ حکم کا بدل جانا ہو خواہ الفاظ کا۔ علما کی عبارتیں اس مسئلہ میں گو مختلف ہیں مگر معنی کے لحاظ سے سب قریب قریب ہیں۔ نسخ کے معنی کسی شرعی حکم کا بعد والی دلیل کی وجہ سے ہٹ جانا ہے کبھی ہلکی چیز کے بدلے بھاری ہوتی ہے کبھی بھاری کے بدلے ہلکی اور کبھی کوئی بدل ہی نہیں ہوتا۔ رہے نسخ کے احکام اس کی قسمیں اس کی شرائط وغیرہ کے لیے اس فن کی کتابوں کو دیکھنا چاہیے۔ تفسیر ان احکام کے بیان کرنے کی جگہ نہیں۔ طبرانی میں ایک روایت ہے کہ دو آدمیوں نے نبی ﷺ سے ایک سورت یاد کی تھی اسے وہ پڑھتے رہے، ایک مرتبہ رات کی نماز میں ہر چند اسے پڑھنا چاہا لیکن قوت حافظہ نے ساتھ نہ دیا، گھبرا کر

اپنے ظاہر کی اصلاح کر لو باطن کی اصلاح اللہ تعالیٰ فرما دیں گے۔ عمر بن عبد العزیز

خدمت نبوی ﷺ میں حاضر ہوئے اور حضور ﷺ سے اس کا ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ منسوخ ہوگئی اور بھلا دی گئی دلوں میں سے نکال لی گئی تم غم نہ کرو بے فکر ہو جاؤ۔

زہری نون خفیفہ پیش کے ساتھ پڑھتے تھے، اس کے ایک راوی سلیمان بن ارقم ضعیف ہیں۔ ابوبکر انباری نے بھی دوسری سند سے اسے مرفوع روایت کیا ہے، جیسے قرطبیؒ کا بیان ہے (نُنسِهَا) کو (نَنْسَأْهَا) بھی پڑھا گیا ہے (نَنْسَأْهَا) کے معنی موخر کرنے پیچھے ہٹا دینے کے ہیں۔ ابن عباسؓ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں یعنی ہم اسے چھوڑ دیتے ہیں، منسوخ نہیں کرتے۔ ابن مسعودؓ کے شاگرد کہتے ہیں یعنی ہم اس کے الفاظ کو باقی رکھتے ہیں اور حکم کو بدل دیتے ہیں۔ عبد بن عمیرؒ مجاہدؒ اور عطاؒ سے مروی ہے ہم اسے مؤخر کرتے ہیں اور پیچھے ہٹا دیتے ہیں۔ عطیہ عوفیؒ، سدیؒ اور ربیعؒ کہتے ہیں یعنی منسوخ نہیں کرتے۔ ضحاکؒ فرماتے ہیں یعنی ماضی کو منسوخ کے پیچھے رکھتے ہیں۔ ابوالعالیہؒ کہتے ہیں اپنے پاس اسے روک لیتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے خطبہ میں (نُنسَأْهَا) پڑھا اور اس کے معنی مؤخر ہونے کے بیان کیے۔ (نُنسِهَا) جب پڑھیں تو یہ مطلب ہوگا کہ ہم اسے بھلا دیں۔ اللہ تعالیٰ جس حکم کو اٹھا لینا چاہتا تھا وہ نبی ﷺ کو بھلا دیتا تھا اس طرح وہ آیت اٹھ جاتی تھی۔ سعد بن ابی وقاصؓ (نُنسِهَا) پڑھتے تھے تو ان سے قاسم بن ربیعہ نے کہا کہ سعید بن مسیبؒ تو (نُنسِهَا) پڑھتے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا سعید پر یا سعید کے خاندان پر تو قرآن نہیں اترا۔ بن ربیعہ نے کہا کہ سعید بن مسیبؒ تو (نُنسِهَا) پڑھتے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا سعید پر یا سعید کے خاندان پر تو قرآن نہیں اترا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسَىٰ) ہم تجھے پڑھائیں گے جسے تو نہ بھولے گا اور فرماتا ہے (وَاذْكُرْ رَّبَّكَ إِذَا نَسِيتَ) جب بھول جا اپنے رب کو یاد کر۔

حضرت عمرؓ کا فرمان ہے کہ علیؓ سب سے اچھا فیصلہ کرنے والے اور ابیؓ سب سے زیادہ قاری قرآن ہیں اور ہم ابیؓ کا قول چھوڑ دیتے ہیں اس لیے کہ ابیؓ کہتے ہیں میں نے تو جو رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے اسے نہیں چھوڑوں گا اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (مَا نَنْسَخْ) یعنی ہم جو منسوخ کر دیں یا بھلا دیں اس سے بہتر لاتے ہیں یا اس جیسا یا اس سے بہتر ہوتا ہے (بخاری و مسند احمد)۔ یعنی بندوں کی سہولت اور ان کے آرام کے لحاظ سے یا اس جیسا ہوتا ہے لیکن مصلحت الٰہی اس پچھلی چیز میں ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ حاکم مطلق اور مختار کل ہے مخلوق میں ہیر پھیر کرنے والا، پیدائش اور حکم کا

اختیار رکھنے والا ایک اللہ تعالیٰ ہی ہے جس طرح جسے چاہتا ہے بناتا ہے، جسے چاہے نیک بختی دے جسے چاہے بدبختی دے، جسے چاہے تندرستی دے جسے چاہے بیماری دے، جسے چاہے بے نصیب کر دے، بندوں میں جو حکم چاہے جاری کرے، جسے چاہے حلال کرے، جسے چاہے حرام فرما دے، جسے چاہے دے جسے چاہے بے نصیب کر دے، بندوں میں جو حکم چاہے جاری کرے، جسے چاہے حلال کرے، جسے چاہے حرام فرما دے، جسے چاہے رخصت دے، جسے چاہے روک دے، وہ حاکم مطلق ہے جو چاہے احکام جاری فرمائے کوئی اس کے حکموں کو رد نہیں کر سکتا جو چاہے کرے کوئی اس سے باز پرس نہیں کر سکتا وہ بندوں کو آزماتا ہے اور دیکھتا ہے کہ وہ نبیوں اور رسولوں کے کیسے تابعدار ہیں، کسی چیز کا کسی مصلحت کی وجہ سے حکم دیا پھر مصلحت کی وجہ ہی سے اس حکم کو ہٹا دیا، اب آزمائش ہو جاتی ہے نیک لوگ تو اس وقت بھی اطاعت کے لیے کمربستہ تھے اور اب بھی ہیں، لیکن بدباطن لوگ باتیں بناتے ہیں اور ناک بھوں چڑھاتے ہیں، حالانکہ تمام مخلوق کو اپنے خالق کی تمام باتیں ماننی چاہئیں اور ہر حال میں رسول ﷺ کی پیروی کرنی چاہیے اور جو وہ کہے اسے دل سے سچا ماننا چاہیے جو حکم دے بجا لانا چاہیے، جس سے روکے رک جانا چاہیے۔

اس مقام میں بھی یہودیوں کا زبردست رد ہے اور ان کے کفر کا بیان ہے کہ وہ نسخ کے قائل نہ تھے۔ بعض تو کہتے تھے اس میں محال عقلی لازم آتا ہے اور بعض محال نقلی بھی مانتے تھے۔

اس آیت میں گو خطاب فخر عالم ﷺ کو ہے مگر دراصل یہ کلام یہودیوں کو سنانا ہے جو انجیل کو اور قرآن کو اس وجہ سے نہیں مانتے تھے کہ ان میں بعض احکام توراۃ کے منسوخ ہو گئے تھے اور اسی وجہ سے وہ ان نبیوں کی نبوت کے بھی صرف عناد و تکبر کی بنا پر منکر ہو گئے تھے۔ ورنہ عقلاً نسخ محال نہیں اس لیے کہ جس طرح وہ اپنے کاموں میں با اختیار ہے جو چاہے اور جب چاہے پیدا کرے، جسے چاہے اور جس طرح چاہے اور جس وقت چاہے رکھے، اسی طرح جو چاہے اور جس وقت چاہے حکم دے، اسی طرح نقلاً بھی یہ ثابت شدہ امر ہے جو کہ پہلی کتابوں اور پہلی شریعتوں میں موجود ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام کی بیٹیاں بیٹے آپس میں بھائی بہن ہوتے تھے لیکن نکاح جائز تھا، پھر اسے حرام کر دیا۔ نوح جب کشتی سے اترتے ہیں تو اس وقت تمام حیوانات کا کھانا حلال تھا لیکن پھر بعض کی حلت منسوخ ہو گئی۔

☆.....☆.....☆

☆☆.....☆☆.....☆☆

اللہ تعالیٰ اعمال میں صرف اس عمل کو پسند کرتے ہیں جو خالص اسی کے لیے ہو

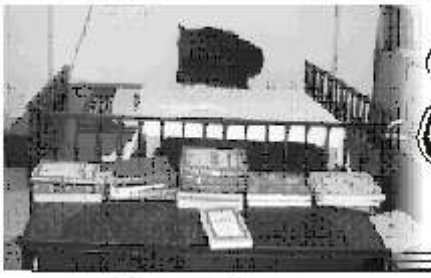

درس حدیث

ماخوذ: معارف الحدیث

رسول اللہ ﷺ کی فقر پسندی:

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْناً وَاَمِتْنِیْ مِسْکِیْناً وَاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَۃِ الْمَسَاکِیْنِ.

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے تھے کہ اے اللہ مجھے مسکینی کی حالت میں زندہ رکھ اور مسکینی کی حالت میں دنیا سے اٹھانا اور مسکینوں کے گروہ میں میرا حشر فرمانا۔ (جامع ترمذی و شعب الایمان للبیہقی اور ابن ماجہ نے اسی کو ابوسعید خدریؓ سے روایت کیا ہے)

تشریح..... ایک اور روایت میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ پیشکش کی گئی، کہ اگر آپ چاہیں تو آپ کے لیے مکہ کی وادی کو سونے سے بھر دیا جائے تو آپ نے عرض کیا: نہیں میرے پروردگار! میں تو ایسی فقیرانہ زندگی چاہتا ہوں کہ ایک دن کھانے کو ہو، اور ایک دن کھانے کو نہ ہو۔

رسول اللہ ﷺ نے سوچ سمجھ کر اپنے لیے فقیرانہ زندگی کو پسند فرمایا تھا اور یہی آپ کی حقیقت شناس مبارک طبیعت کا بھی میلان تھا اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ آپ کا جو مقام و منصب تھا اور جو کار عظیم آپ سے متعلق تھا اس کے لیے یہ فقر و فاقہ کی زندگی ہی زیادہ مناسب و بہتر تھی اور اگر اللہ تعالیٰ قناعت و طمانیت اور رضا و تسلیم نصیب فرمائے تو بندوں کے لیے عام طور سے بھی دینی اور آخرتی نقطہ نظر سے بہ نسبت دولت مندی کے فقر و ناداری کی زندگی ہی افضل اور بہتر ہے۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی: اے اللہ! محمد ﷺ کے متعلقین کی روزی بس بقدر کفاف ہو۔ (بخاری و مسلم)

تشریح..... اصل عربی زبان میں آل کا لفظ گھر والوں یعنی بیوی بچوں کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے، اور متبعین کے لیے بھی، لیکن اس دعا میں بظاہر آپ کی مراد آپ کے گھر والے ہی ہیں، اسی لیے ہم نے اس کا ترجمہ متعلقین سے کیا ہے، قوت اور کفاف دونوں کا مطلب قریب قریب یہی ہے کہ روزی بس اتنی

ہو کہ زندگی کا نظام چلتا رہے، نہ اتنی تنگی ہو کہ فاقہ کشی اور پریشان حالی کی وجہ سے اپنے متعلقہ کام بھی نہ انجام دیے جاسکیں اور دستِ سوال کسی کے سامنے پھیلانا پڑے اور نہ اتنی فراغت ہو کہ کل کے لیے بھی ذخیرہ رکھا جا سکے۔ احادیث و سیر کی شہادت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی پوری زندگی اسی طرح گزری ہے۔

حضور ﷺ کی زندگی میں آپ کے گھر والوں نے کبھی دو دن جو کی روٹی سے پیٹ نہیں بھرا:

ترجمہ:..... حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے گھر والوں نے جو کی روٹی سے بھی دو دن متواتر پیٹ نہیں بھرا، یہاں تک کہ حضور ﷺ اس دنیا سے اٹھا لیے گئے۔ (بخاری و مسلم)

تشریح..... مطلب یہ ہے کہ حضور ﷺ کی پوری زندگی میں ایسا نہیں ہوا کہ آپ کے اہل و عیال نے دو دن متواتر جو کی روٹی بھی پیٹ بھر کر کھائی ہو، اگر ایک دن پیٹ بھر کر کھایا تو دوسرے دن بھوکے رہے۔

ترجمہ: سعید مقبری حضرت ابوہریرہؓ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ان کا گزر کچھ لوگوں پر ہوا (جو کھانے پر بیٹھے تھے) اور ان کے سامنے بھنی ہوئی بکری رکھی ہوئی تھی، اُن لوگوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے بھی کھانے میں شریک ہونے کی استدعا کی، تو آپ نے انکار کر دیا اور بطور معذرت کہا کہ (میرے لیے اس کھانے میں کیا مزہ ہے، جب کہ مجھے معلوم ہے کہ) رسول اللہ ﷺ دنیا سے اس حال میں تشریف لے گئے کہ جو کی روٹی سے بھی آپ نے پیٹ نہیں بھرا۔ (بخاری شریف)

رسول اللہ ﷺ نے دنیا میں جو تکلیفیں اٹھائیں وہ کسی نے بھی نہیں اٹھائیں۔

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے راستہ میں مجھے اتنا ڈرایا دھمکایا گیا کہ کسی اور کو اتنا نہیں ڈرایا گیا اور اللہ کے راستہ میں مجھے اتنا ستایا گیا کہ کسی اور کو اتنا نہیں ستایا گیا اور ایک دفعہ تیس دن رات مجھ پر اس حال میں گزرے کہ میرے اور بلال کے لیے کھانے کی کوئی ایسی چیز نہ تھی جس کو کوئی جاندار کھا سکے بجز اُس کے جو بلال نے اپنی بغل میں دبا رکھا تھا۔ (جامع ترمذی)

تشریح..... رسول اللہ ﷺ نے امت کو درس دینے کے لیے آپ بیتی سنائی کہ دین کی دعوت اور اللہ کا پیغام پہنچانے کے سلسلے میں مجھے ایسی ایسی مصیبتوں سے گزرنا پڑا، دشمنوں نے مجھے اتنا ڈرایا دھمکایا کہ میرے سوا کسی کو اتنا نہیں ڈرایا دھمکایا گیا اور جب میں نے اُن کی دھمکیوں کا اثر نہیں لیا اور دین کی دعوت دیتا ہی رہا، تو ان ظالموں نے مجھے اتنا ستایا اور ایسی

تکلیفیں دیں کہ میرے سوا کسی کو ایسی تکلیفوں سے گزرنا نہیں پڑا، اور بھوک اور فاقہ کی تکلیف بھی اتنی اٹھائی کہ ایک دفعہ پورے مہینہ کے تیس دن رات اس حالت میں گزر گئے کہ کھانے کی کوئی چیز نہ تھی، بجز اس کے کہ بلال نے اپنی بغل میں کچھ دبا رکھا تھا، پورے مہینہ مجھے اور بلال کو اسی پر گزارہ کرنا پڑا۔

دو دو مہینے تک حضور ﷺ کا چولھا ٹھنڈا رہتا تھا:

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے عروہؒ سے فرمایا: میرے بھانجے! ہم (اہل بیت نبوت اس طرح گزارہ کرتے تھے کہ) کبھی کبھی لگاتار تین تین چاند دیکھ لیتے تھے (یعنی کامل دو مہینے گزر جاتے تھے) اور حضور ﷺ کے گھروں میں چولھا گرم نہ ہوتا تھا (عروہؒ کہتے ہیں) میں نے عرض کیا کہ پھر آپ لوگوں کو کیا چیز زندہ رکھتی تھی؟ حضرت عائشہؓ نے جواب دیا بس کھجور کے دانے اور پانی (ان ہی پر ہم جیتے تھے) البتہ رسول اللہ ﷺ کے بعض انصاری پڑوسی تھے، اُن کے ہاں دودھ دینے والے جانور تھے، وہ آپ ﷺ کے لیے دودھ بطور ہدیہ کے بھیجا کرتے تھے اور اس میں سے آپ ہم کو بھی دے دیتے تھے۔ (بخاری و مسلم شریف)

تشریح:..... مطلب یہ ہے کہ تنگی اور ناداری اس قدر تھی کہ حضور ﷺ کے گھر والوں پر دو دو مہینے ایسے گزر جاتے تھے کہ کسی قسم کا اناج، بلکہ پکنے والی کوئی چیز بھی گھر میں نہیں آتی تھی، جس کی وجہ سے چولھا جلانے کی نوبت ہی نہیں آتی تھی، بس کھجور اور پانی پر دن کاٹے جاتے تھے، یا کبھی پڑوس کے کسی گھر سے حضور ﷺ کے لیے دودھ آتا، تو وہ پیٹوں میں پہنچتا تھا، باقی بس اللہ کا نام۔

آپ کے اور آپ کے گھر والوں کے مسلسل فاقے:

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بہت سی راتیں پے در پے اس حالت میں گزرتی تھیں کہ آپ اور آپ کے گھر والے خالی پیٹ فاقے سے رہتے تھے، کیونکہ رات کا کھانا نہیں پاتے تھے (اور جب کھاتے) تو ان کا رات کا کھانا عام طور پر بس جو کی روٹی ہوتا تھا۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے حال میں وفات پائی، کہ آپ کی زرہ ۳۰ صاع جو کے بدلے ایک یہودی کے پاس رہن رکھی ہوئی تھی۔ (بخاری)

☆☆——☆☆

یہ بات بھی ممکن ہے کہ تم کسی امر کو مرغوب سمجھو اور وہ تمہارے حق میں خرابی ہو۔ (القرآن)

"رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:
"بے شک میں ہر روز ستر دفعہ استغفار کرتا ہوں"
عصمت انبیا (یعنی انبیا کا گناہوں سے پاک ہونا) ایک مسلمہ حقیقت ہے پھر بھی آپ ﷺ استغفار فرما رہے ہیں۔ یہ انبیا اور اکابرین مقبولین کی حالت ہے تو ہم کس شمار میں ہیں۔
(دعوات عبدیت: جلد ا ص ۳۲)

"اس کی پروا نہ کریں کہ توبہ ٹوٹ جائے گی، جب توبہ ٹوٹ جائے تو فوراً دوبارہ پھر توبہ کر لیں مگر شرط یہ ہے کہ توبہ دل سے ہو یعنی توبہ کے وقت یہ عزم پختہ ہو کہ اب یہ گناہ نہ کریں گے۔ اس طرح توبہ کر کے اگر سو مرتبہ بھی توبہ ٹوٹے کچھ پروا نہیں۔ ہر دفعہ پھر توبہ کرتے رہیں۔ خدا تعالیٰ کے مقبول بندوں اور اہل طاعت میں شمار ہوں گے۔" (وعظ الجمعیہ ص ۶۲)

حکیم الامت حضرت مولانا تھانویؒ نے گناہوں سے توبہ کا طریقہ بھی بتایا جو.....

(۱)..... "گزشتہ گناہوں سے ندامت اور معذرت ظاہر کریں اور جو حقوق العباد واجب الادا ہیں فی الحال ان کے ادا کرنے کا عزم و اہتمام ظاہر کریں یا اہل حقوق سے معاف کرائیں۔ جو نماز روزہ اور فرائض چھوٹ گئے ہوں ان کی قضا کا اہتمام کریں۔

(۲)..... اگر گناہ صادر ہو جائے تو فوراً دو رکعت نماز توبہ کی نیت سے پڑھیں پھر توبہ کریں زبان سے بھی توبہ کریں اور رو کر یا رونے کی شکل بنا کر اللہ تعالیٰ سے خوب معافی مانگیں۔

اس طرح توبہ کرنے میں متعدد مصلحتیں ہیں:

(۱)..... "ان الحسنات یُذھبنَ السیأت" نیکیاں گناہوں کو زائل کر دیتی ہیں۔

(۲)..... نماز میں توبہ کرنے سے دل حاضر ہوگا اور قبول توبہ کے لیے حضور قلب ضروری ہے۔

(۳)..... چونکہ نفس کو نماز شاق ہے اس لیے نفس گناہوں سے گھبرائے گا کہ کہاں کی علت سر لگی بلکہ شیطان بھی گناہ کرانا چھوڑ دے گا کیونکہ وہ دیکھے گا کہ میں اس سے مثلاً اگر دس گناہ کراؤں گا تو یہ بیس رکعت پڑھے گا۔ گناہ تو توبہ سے معاف ہو جائیں گے اور یہ بیس رکعت اس کے نفع میں رہیں گی۔

(۴)..... توبہ کے لیے تو گناہوں کو یاد کرے

اس کے بعد جی بھر کے توبہ کرے، لیکن ان کو سوچ سوچ کر یاد نہ کرے کیوں کہ اس سے بندے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک حجاب سا معلوم ہونے لگتا ہے۔ جو محبت اور ترقی سے مانع ہے جس کا اثر یہ ہوگا کہ وہاں سے بھی عطا میں کمی ہوگی کیوں کہ جزا اور سزا کا ترتب عمل پر ہوتا ہے۔ توبہ نصوح کے بعد اگر خود پرانا گناہ یاد آجائے تو پھر تجدید توبہ کر کے کام میں لگے، اس سے زیادہ کاوش کرنا غلو ہے۔

(۵)..... استغفار اور توبہ کے وقت معاصی کے تذکر و استحضار میں ایک قسم کا توسط ہونا چاہیے۔ یہ ضروری نہیں کہ سب گناہوں کی پوری فہرست پڑھنے بیٹھ جائے صرف اجمالی طور پر سب گناہوں سے توبہ کر لے۔ ہر گناہ کا نام لینا ضروری نہیں۔ حدیث میں ہے: وما انت اعلم به منی (اس گناہ سے توبہ کرتا ہوں جس کو آپ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں)۔ اور فرمایا: واتوب الیہ من الذنب الذی اعلم ومن الذنب الذی لا اعلم (اور اس کی طرف اس گناہ سے توبہ کرتا ہوں جس کو میں جانتا ہوں اور اس گناہ سے بھی جس کو میں نہیں جانتا) اس میں سب گناہ آ گئے اگرچہ یاد نہ آئیں۔

(۶)..... قرآن حکیم اور حدیث شریف میں موجود وعیدیں آئی ہیں ان کو یاد کرنا اور سوچنا، اس سے دل میں سوزش پیدا ہوگی۔ یہی توبہ ہے۔ (یہ مضمون حکیم الامت تھانویؒ کی مختلف کتابوں سے ماخوذ ہے جیسے سیرۃ الصوفی، مقالات حکمت، الصبر بالصبر، تعلیم الدین وغیرہ)

حضرت حکیم الامت تھانویؒ نے ایک وعظ میں ان خاص لوگوں کے لیے فرمایا جو خالص توبہ کر کے ذکر و شغل میں مشغول ہوں کہ بار بار گناہوں کو یاد کرنا ان لوگوں کی حالت کے مناسب نہیں کیوں کہ توبہ تو ہو چکی ہے جس کے قبول کی امید غالب ہے۔ اب پھر بار بار گناہ کے یاد کرنے سے ذکر میں ایک قسم کا حجاب حائل ہو جاتا ہے اور ذکر میں نشاط نہیں رہتا۔ (مقالات حکمت: ص ۳۲)

حضرت تھانویؒ ماضی کے متعلق یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ بس ایک بار اچھی طرح توبہ کر کے پھر گناہوں کے غم میں نہ رہے بلکہ کام میں لگا رہے ورنہ گناہوں کا تصور اور غم بھی اس کے اور محبوب حقیقی کے درمیان طبعی طور پر حجاب ہو جائے گا۔ جب بندہ توبہ خالص کرتا ہے (جو مقبول ہوتی ہے) تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ ملائکہ حافظین اعمال کو بھی بھلا دیتا ہے اور اس کے جوارح کو اور زمین کے نشانات کو بھی بھلا دیتا ہے (یعنی جس جگہ وہ گناہ کیا تھا جو قیامت میں گواہی دیتی) یہاں تک کہ وہ شخص اللہ تعالیٰ سے ایسی حالت میں ملتا ہے کہ اس پر گناہ کی گواہی دینے والا کوئی نہیں ہوتا۔

اللہ تعالیٰ اعمال میں صرف اس عمل کو پسند کرتے ہیں جو خالص اسی کے لیے ہو

(اشرف السوانح: جلد۲ص ۲۰۰۔۲۰۱)

حضرت تھانویؒ ہی کا ایک ارشاد ہے کہ جو شخص توبہ کر کے مر جائے اور اس توبہ کے بعد ادائے حقوق کا موقع نہ ملے تو توبہ سے اس کے لیے حقوق العباد بھی انشاء اللہ معاف ہو جائیں گے، جس قدر ہو سکے اس کے ادا کرنے کا عزم رکھے۔ اگر کچھ باقی رہ گئے اور وہ مر گیا تو اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ مظلوم کو خوش کر کے ظالم کی مغفرت فرما دیں گے۔ توبہ نہ کرنے کی حالت میں حق تعالیٰ کو اختیار ہے خواہ اس کو سزا دیں یا بدون سزا ہی بخش دیں اور مظلوم کو جنت کی نعمتوں سے خوش کر دیں۔ (انفاس عیسیٰ)

توبہ کے بارے میں حکیم الامت تھانویؒ نے اور بھی بہت کچھ لکھا ہے۔ حضرت مفتی صاحب نور اللہ مرقدہٗ چونکہ حضرت تھانویؒ کے مجاز تھے اور مجاز حقیقت کا آئینہ ہوتا ہے لہٰذا آپ کا بھی توبہ کے بارے میں وہی نظریہ تھا جو مرشد تھانویؒ کا تھا۔ آپ توبہ پر بہت زور دیتے تھے اور اپنی مجالس میں اس کی بہت ترغیب دیا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ فرمایا:

(۱)..... ''ماضی کا تدارک توبہ سے کرے اور مستقبل کا ہمت سے کرے، پھر گناہ ہو جائے تو اسی طرح کرتا رہے شریف طبیعت کا تقاضا ہے کہ آئندہ گناہ نہ کرے گا۔ خبیث طبیعت والوں کا تقاضا ہے کہ ہر گناہ میں ملوث ہو جاتے ہیں۔ (تذکرہ حسنؒ)

(۲)..... ایک اور موقع پر فرمایا:

''معاصی سے توبہ اس طرح کرنا چاہیے کہ اعتراف گناہ اس قدر ہو جتنا کہ صحابہ کرامؓ اجمعین کو تھا کہ اپنے کو خطا کار سمجھتے ہوئے ستونوں سے باندھ دیا تھا۔ تو توبہ اس اعتراف سے کی جائے۔'' (القول العزیز: جلد۲ص نمبر ۳۵)

(۳)..... ایک مرتبہ ایک صاحب نے سوال کیا کہ حضرت! جب آدمی سمجھتا ہے کہ میں گناہ سے بچ نہیں سکوں گا اس کی توبہ کرنے سے کیا فائدہ؟ آپ نے فرمایا: ''فائدہ یہ ہے کہ اپنی بے بسی، کمزوری اور بے چارگی کا اظہار ہے اور تضرع وزاری ہے اور نیاز مندی کا اظہار بڑی نعمت ہے۔ نہ بچنے کا تصور بھی کمزوری اور بے بسی کی دلیل ہے کہ اے اللہ! میری ہمت نہیں ہے کہ میں اس گناہ سے بچ سکوں۔ آپ کی امداد اور دستگیری کا محتاج ہوں۔ تو گویا عرض کر رہا ہے کہ اے اللہ! گزشتہ گناہ معاف فرما اور تو ہی محض اپنے فضل وکرم سے آئندہ گناہوں سے حفاظت فرما۔ علاوہ ازیں تجربہ سے ثابت ہے کہ اس لفظی اور صوری توبہ کی برکت سے حقیقی توبہ بھی نصیب ہو جاتی ہے۔ بہر حال توبہ ترک ہرگز نہ کرے۔ حقیقت نہ سہی تو صورت ہی سہی۔ انشاء اللہ کسی دن حقیقت بھی نصیب ہو جائے گی۔'' (القول العزیز: جلد۲نمبر ۳۶)

☆☆.....☆☆.....☆☆

تاؤمت کا مقدس اور مذہبی ورثہ:

مذہبی طور پر تاؤمت میں جو تقدس اور احترام لاؤزے تاؤ کی اپنی تصنیف ''تاؤتے چنگ'' کو حاصل ہوا، وہ اس مذہب کے لیے قابل فخر ہے جس کا لفظی معنی ہے ''قدیم راستہ اور اس کی قوت یا فضیلت'' پانچ ہزار الفاظ سے لکھی گئی اکیاسی ابواب پر مشتمل یہ کتاب شاعرانہ انداز میں تحریر کی گئی ہے جس کے صرف انگریزی زبان میں چالیس سے بھی زیادہ ترجمے ہوئے ہیں۔ اس کے بعد لاؤزے تاؤ کے ایک شاگرد ''چانگ تزو'' کی تحریروں کو بھی نہایت اہمیت دی گئی اور اس مذہب کو سمجھنے کے لیے ان ہی دو کتابوں پر زیادہ تر انحصار کیا جاتا ہے۔

تاؤمت اور اسلام کا تقابلی جائزہ:

اس سلسلے میں سب سے پہلی بات تو بانی مذہب کی سوانح حیات سے متعلق ہے کہ جس شخص کی طرف اس مذہب کی نسبت ہے وہی نامعلوم ہے۔ پھر اس سے زیادہ قابل تعجب بات یہ ہے کہ بانی مذہب اپنے تمام فلسفیانہ نکات و نظریات تحریر کر کے ایک سرحدی محافظ کو دے گیا اور بعد میں اس کا کچھ پتا نہ چل سکا کہ وہ کہاں گیا؟

جب کہ دوسری طرف اسلام کی دولت ہمیں جس ذات ستودہ صفات کے ذریعے حاصل ہوئی ان کی نجی زندگی کا ایک ایک گوشہ محفوظ ہے، پھر ایسا بھی نہیں ہوا کہ آپ ﷺ نے خود ہی قرآن کریم تحریر کر کے اپنے صحابہؓ کو دے دیا ہو اور خود رحلت فرما گئے ہوں بلکہ آپ کی تعلیمات اور قرآن کریم کے واضح بیانات نے یہ بات سمجھائی کہ یہ قرآن کائنات رنگ و بو کو وجود بخشنے والے اللہ کا کلام ہے، کسی انسان کی تصنیف ہرگز نہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ تاؤمت کی عقیدہ توحید و رسالت اور عقیدہ آخرت سے غیر وابستگی اور تاؤ کی غیر معمولی اہمیت اور اس کا درجہ خدائی بھی اسلامی تعلیمات کے سراسر منافی ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ

کتاب دانائی کی تلقین تو کرتی ہے مگر دانا بناتی نہیں

اس کا فلسفہ عوام کی سمجھ میں کبھی نہیں آسکا جب کہ اسلام کی خوبی یہ ہے کہ اس کا فلسفہ ایک عام سے عام انسان کی سمجھ میں بھی بآسانی آسکتا ہے۔

کیلٹی ازم: اس مذہب کے متعلق کچھ زیادہ تفصیلات تو نہیں مل سکیں اور نہ ہی اس کے بانی کا کچھ پتا چل سکا کہ وہ کون تھا؟ کب اور کہاں پیدا ہوا؟ کب اور کہاں انتقال کیا؟ تاہم اتنی بات واضح ہے کہ "کیلٹی" آریاؤں کی ایک شاخ ہے جس کی طرف اس مذہب کی نسبت ہے۔

مختصر تعارف: ابتدا میں یہ لوگ مظاہر پرستی کے روگ میں مبتلا تھے، ان کے نزدیک دریا، سمندر اور جھیلیں خداؤں کا مسکن تھیں اسی لیے وہ ان جگہوں پر قیمتی چیزیں ڈالا کرتے تھے تاکہ اپنے خداؤں کو قیمتی سے قیمتی اور بڑھیا سے بڑھیا نذرانہ گزار سکیں تاہم بعد میں ان لوگوں نے عیسائیت کو قبول کر لیا تھا۔

اسی طرح اس مذہب میں درختوں اور جانوروں کی پوجا بھی عام تھی، اس مذہب کے پیروکار مُردوں سے بہت ڈرتے تھے کیوں کہ ان کا خیال تھا کہ مرنے کے بعد مردوں کی روحیں واپس آجاتی ہیں، اسی خوف کی وجہ سے یہ لوگ مردے کی تمام چیزیں بھی اس کے ساتھ ہی قبر میں دفن کر دیتے تھے تاکہ مُردہ ان کے لالچ میں گھر واپس نہ آجائے۔

اس مذہب میں چونکہ مندر وغیرہ بنانے کا کوئی رواج نہیں تھا اس لیے عام طور پر عبادت گھروں میں ہی کی جاتی تھی، یہ لوگ آواگون عقیدہ رکھتے تھے اور اکثر کا یہ اعتقاد بھی تھا کہ ارواح انسانی غیر فانی ہیں، دنیا کے مکمل خاتمے پر بھی انہیں یقین تھا تاہم اس کے علاوہ ان کے اکثر عقائد ہندومت کے انتہائی قریب بلکہ اس کے ساتھ مشترک تھے۔

ٹیوٹانی مذہب: سلسلہ مذاہب کے درمیان سے یہ مذہب بھی تقریباً ناپید ہو کر رہ گیا ہے اسی وجہ سے اس کی خاطر خواہ اور معتدبہ معلومات کا دستیاب ہونا بھی مشکل ہوتا ہے۔ ویسے بنیادی طور پر اس مذہب کے پیروکار مختلف ممالک مثلاً ناروے، سویڈن، ڈنمارک، ہالینڈ، انگلینڈ، سوئزرلینڈ اور آئس لینڈ میں پائے جاتے تھے۔

کسی بھی مذہب سے واقفیت حاصل کرنے کا ذریعہ اس کی مذہبی کتابیں ہوتی ہیں اس لیے ہمیں ٹیوٹانی مذہب سے واقفیت حاصل کرنے کے لیے بھی اس کی مقدس کتابوں کا مطالعہ کرنا ہوگا۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ اس مذہب کی جو قدیم کتابیں دستیاب ہو سکتی ہیں وہ بارہویں صدی میں لکھی گئی ہیں اور ان کا لکھنے والا بھی معلوم نہیں اس لیے ان کتابوں پر کسی مذہب کی بنیادی تعلیمات کو سمجھنا ہرگز موقوف نہیں کیا جا سکتا۔

پوشیدہ طور پر صدقہ کرنا اللہ تعالیٰ کے غصے کو ٹھنڈا کر دیتا ہے (الحدیث)

البتہ تیرہویں صدی میں اس مذہب کی جو کتابیں احاطہ تحریر میں لائی گئی ہیں ان کا مصنف ایک مؤرخ "اسنوراسنر" بتایا جاتا ہے اوران کتابوں میں دیوتاؤں کی شان میں گیت، ان کی صفات اوراختیارات کواجاگر کیا گیا ہے۔

مظاہر پرستی اس مذہب میں بھی عام ہے اور آسمان، سورج، چاند اور زمین وغیرہ بھی ان کے دیوتاؤں میں شمار ہوتے تھے، نیز ہر قبیلے کا الگ بت اور الگ دیوتا ہوا کرتا تھا اور مختلف دیوتاؤں میں ہوتا تھا اور اسے زرخیزی و خوشحالی کا پیامبر سمجھا جاتا تھا۔

بڑے دیوتا کو "ٹوڈن" کے نام سے پکارا جاتا تھا اور اس کا شمار "جنگجو" کے طور پر ہوتا تھا، اس کی بیوی کا نام "ہرگ" تھا جو شادی کے فرائض سرانجام دیتی تھی۔

<u>ٹیوٹانی مذہب کے مختلف عقائد</u>: ٹیوٹانی مذہب میں مظاہر پرستی کے ساتھ ساتھ شاہ پرستی کا بھی رواج تھا اور وہ اپنے بادشاہ کو دیوتا کا درجہ دیتے تھے، تخلیق کائنات کے سلسلے میں ان کا عقیدہ یہ تھا کہ دنیا کے وجود سے پہلے کچھ نہ تھا، صرف اور صرف خلا تھا، اس کے بعد جب دنیا کو وجود ملا تو رفتہ رفتہ اس کی صورت حال تبدیل ہوتی گئی۔

اس مذہب میں عبادت خانہ "مندر" کی شکل میں ہوتا تھا جہاں جانور کی قربانی کر کے اس کا خون حاضرین پر چھڑکا جاتا تھا اور اس کا گوشت مہمان نوازی کے کام آتا تھا۔ یہ لوگ اس بات پر اعتقاد رکھتے تھے کہ مرنے کے بعد انسان کی روح قبر ہی میں رہتی ہے تاہم جزا وسزا سے متعلق ان کا نظریہ واضح نہیں، اسی طرح اور بھی بہت ساری باتیں اس مذہب میں تشنگی کا شکار ہیں شاید یہی وجہ ہے کہ اس مذہب سے تعلق رکھنے والے اکثر لوگوں نے پہلے عیسائیت کو قبول کیا لیکن بعد میں اسے بھی خیر باد کہہ کر لادینیت اور دہریت اختیار کرلی۔ اعاذنا اللہ منہما۔

<u>یہودیت</u>: تاریخی لحاظ سے "یہودیت" دنیا کے قدیم ترین اور بڑے مذاہب میں سے ایک ہے جس کی نسبت اللہ کے جلیل القدر پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آمد کے بعد ہی متعارف ہوا یا پہلے سے ہی یہ زبان زدعام تھا، یہاں یہ بات ذکر کرنا مقصود ہے چونکہ "یہودی" بول کر مروجہ اصطلاحات کے مطابق حضرت موسیٰ علیہ السلام کا پیروکار ہی مراد لیا جاتا ہے، اس لیے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری سے قبل اور بعد کے حالات کا ایک مختصر سا خاکہ پیش کیا جاتا ہے تاکہ اس کا تاریخی پس منظر بھی واضح ہو جائے اور عام حالات کا بھی ایک اندازہ ہو جائے۔

☆.....جاری ہے.....☆

بے کار نہ بیٹھو اس سے زندگی کی پریشانیاں بڑھتی ہیں

قرآن کریم کی تلاوت اعلیٰ درجے کی عبادت شمار ہوتی ہے۔ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ تلاوت کے وقت ایک ایک حرف پر دس دس نیکیوں کا ثواب ملتا ہے۔ تلاوت کلام پاک کا حق یہ ہے کہ اسے صحت لفظی سے پڑھا جائے اور حروف کو ان کے صحیح مخارج سے نکالنے کا اہتمام کیا جائے۔ ارشاد ربانی ہے: "ورتل القرآن ترتیلا" ترجمہ: اور قرآن کو ترتیل کے ساتھ پڑھا کرو۔ ترتیل کی تفسیر مفسرین نے یہ بیان کی ہے کہ حروف کو ان کے مخارج سے ادا کیا جائے اور ادائیگی میں وہی انداز اور طریقہ اختیار کیا جائے جس کو اہل زبان نے وضع کیا تھا نیز ادائیگی خوب ٹھہر ٹھہر کر کی جائے۔ اسی کا نام تجوید ہے جسے عرف عام میں قرأت کہتے ہیں۔ تجوید کی غرض وغایت یہ ہے کہ قرآن مجید کو صحیح پڑھا جائے۔

اللہ پاک نے نبی آخر الزماں ﷺ پر اپنی کتاب قرآن حکیم نازل فرمائی۔ یہ کتاب مبارک انسانوں کی رہنمائی کے لیے وہ جامع دستور حیات ہے جس کے قوانین و ضوابط "ہمہ گیر" دائمی اور ابدی ہیں ان پر چل کر دنیا امن وسکون حاصل کر سکتی ہے اور آخرت میں کامیابی و کامرانی سے ہمکنار ہو سکتی ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم قرآن کا ایک ایک لفظ صحیح مخرج کے ساتھ پڑھیں، اُس کا مطلب و معانی سمجھیں۔

اللہ تعالیٰ کا اسم مبارک "المقیت"

قرآن مجید میں نہیں آیا مگر اس کے المقیت ہونے کا اظہار قرآن پاک میں دو مقامات پر کیا گیا ہے۔ مضمون ہذا میں ہم ان دو مقامات کا مطالعہ کریں گے۔

ڈاکٹر محمد اسلم صدیقی لکھتے ہیں.....

"رب العالمین کے پیارے ناموں میں سے ایک نام "مقیت" بھی ہے۔ مقیت کے مختلف معنی ہیں ان میں سے ایک معنی ہے" نگہبانی میں بے پناہ قوت رکھنے والا" یعنی اللہ وہ ہے

کہ جس طرح کائنات کا ہر ذرہ اس کی نگاہوں کے سامنے ہے اسی طرح انسانوں کا کوئی عمل بھی اس کی نگاہوں سے مخفی نہیں ہے وہ ہر بات کو دیکھ رہا ہے اور ہر چیز اس کی نگاہوں کے سامنے ہے (سورۃ النساء میں ارشاد ہوتا ہے وکان اللہ علیٰ کل شیء مقیتا. آیت ۸۵)''اور اللہ ہر چیز پر پوری طرح نگہبان اور اس کا حساب لینے والا ہے۔

جس سیاق وسباق میں یہ اسم مبارک استعمال ہوا ہے وہاں رسول پاک ﷺ سے خطاب فرما کر یہ بات کہی جا رہی ہے کہ جو لوگ اللہ کی راہ میں کوشش کر رہے ہیں اور حق کو سربلند کرنے میں اپنا فرض سرانجام دے رہے ہیں، وہ یقیناً اللہ کے سامنے ہیں اور جو لوگ اللہ کے بندوں کو غلط فہمی میں مبتلا کر رہے ہیں اور ان کی ہمتیں پست کر رہے ہیں وہ بھی اللہ کے سامنے ہیں اور جو دین کو سربلند کرنے کی جدوجہد سے باز رکھنے میں اپنی قوت صرف کر رہے ہیں وہ بھی اللہ کے سامنے ہیں اور رب العالمین جس طرح ان کے ہر ہر عمل کو دیکھ رہا ہے، اسی طرح وہ اس بات کی طاقت بھی رکھتا ہے کہ ان میں سے ہر ایک کو ان کے عمل کے مطابق سزا یا جزا سے نوازے۔ جناب خاتم النبیین ﷺ کو تسلی دی جا رہی ہے کہ آپ اُن کے اعمال سے رنجیدہ نہ ہوں اللہ تعالیٰ ہر ایک سے اُس کے عمل کے مطابق معاملہ فرمائے گا۔

مقیت کا دوسرا معنی غذا فراہم کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفت مقیت ہے کیوں کہ وہ کائنات کی ہر مخلوق کو اس کی ضروریات کے مطابق غذا فراہم کرتا ہے۔

سورہ حم السجدہ (آیات ۹۔۱۰) میں فرمایا گیا ہے''اے نبی ﷺ! ان سے کہو، کیا تم اُس خدا سے کفر کرتے ہو اور دوسروں کو اس کا ہمسر ٹھہراتے ہو جس نے زمین کو دو دنوں میں بنا دیا۔ وہی تو سارے جہاں والوں کا رب ہے۔ اس نے (زمین کو وجود میں لانے کے بعد) اوپر سے اس پر پہاڑ جما دیئے اور اس میں برکتیں رکھ دیں اور اس کے اندر سب مانگنے والوں کے لیے ہر ایک کی طلب وحاجت کے مطابق ٹھیک اندازے سے خوراک کا سامان مہیا کر دیا۔ یہ سب کام چار دن میں ہو گئے۔

اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ اُس المقیت نے زمین میں ابتدائے آفرینش سے لے کر قیامت تک جس جس قسم کی جتنی مخلوق بھی اللہ تعالیٰ پیدا کرنے والا تھا، ہر ایک کی مانگ اور حاجت کے ٹھیک مطابق غذا کا پورا سامان حساب لگا کر اس نے زمین کے اندر رکھ دیا۔ نباتات کی بے شمار اقسام خشکی اور تری میں پائی جاتی ہیں اور ان میں سے ہر ایک کی غذائی

اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ ۔ القرآن

ضروریات دوسری اقسام سے مختلف ہیں۔ جاندار مخلوقات کی بے شمار انواع خشکی اور تری میں اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہیں اور ہر نوع ایک الگ قسم کی غذا مانگتی ہے، پھر ان سب سے جدا، ایک اور مخلوق انسان ہے جس کو محض جسم کی پرورش ہی کے لیے نہیں بلکہ اپنے ذوق کی تسکین کے لیے بھی طرح طرح کی خوراکیں درکار ہیں۔ اللہ کے سوا کون جان سکتا تھا کہ اس کرۂ ارض پر زندگی کا آغاز ہونے سے لے کر اس کے اختتام تک کس کس قسم کی مخلوقات کے کتنے افراد کہاں کہاں اور کب کب وجود میں آئیں گے اور ان کو پالنے کے لیے کیسی اور کتنی غذا درکار ہوگی، اپنی تخلیقی سکیم میں جس طرح اُس نے غذا طلب کرنے والی ان مخلوقات کو پیدا کرنے کا منصوبہ بنایا تھا اسی طرح اس نے ان کی طلب کو پورا کرنے کے لیے خوراک کا بھی مکمل انتظام کر دیا۔

اس ''الملقیت'' نے رزق کا دارومدار کفر و ایمان یا اعمال حسنہ پر نہیں رکھا۔ اُس کا دسترخوان سب کے لیے بچھا ہوا ہے۔

پہنچتا ہے ہر ایک میکش کے آگے دورِ جام اس کا
کسی کو تشنہ لب رکھتا نہیں ہے لطف عام اس کا

☆.....☆.....☆

☆☆.....☆☆.....☆☆

☆☆.....☆☆.....☆☆

سورہ آل عمران آیت نمبر ۱۸۰

اس آیت میں بخل کی مذمت کی گئی ہے کہ جو لوگ مال کو بچا بچا کر رکھتے ہیں اور صدقہ، خیرات اور زکوٰۃ وغیرہ ادا نہیں کرتے اور وہ سمجھتے ہیں کہ یہ روش ان کے لیے بہتر ہے حالانکہ یہ ان کے حق میں بہت بری ہے۔ قیامت کے دن یہی بخل سے بچا ہوا مال اس کے گلے کا طوق ہوگا۔ جو سخت عذاب کا موجب بنے گا۔ جب زمین اور آسمانوں کا حقیقت میں مالک اللہ تعالیٰ ہے اور انسان کا تصرف اس پر عارضی ہے۔ سب کچھ یہیں رہ جائے گا۔ تو عقل مندی نہیں کہ مالک حقیقی کی راہ میں خرچ نہ کرے اور بچا بچا کر محفوظ رکھے۔ اللہ تعالیٰ انسانوں کے ہر فعل سے بخوبی واقف ہے۔

نوٹ: ایک کا بدلہ دنیا میں دس اور آخرت میں ستر گنا ہے۔

(حاجی رفیق احمد شیخ عفی عنہ)

☆☆.....☆☆.....☆☆

ذکر اللہ کی معرفت کا دروازہ کھولتا ہے۔ (فضائل اعمال)

☆☆.....☆☆.....☆☆

سوال: کیا ماہ صفر (جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے) مصیبتوں اور بلاؤں کا مہینہ ہے؟

جواب: زمانہ جاہلیت میں ماہ صفر میں بکثرت مصیبتیں اور بلائیں نازل ہونے کا اعتقاد رکھا جاتا تھا۔ آج بعض مذہبی لوگوں نے بھی یہی اعتقاد رکھا ہوا ہے بلکہ نعوذ باللہ انبیاء علیہم السلام کو بھی اس مہینہ میں مبتلائے مصیبت ہونا قرار دیا جاتا ہے، پھر خود ہی ان مصیبتوں سے بچنے کے طریقے بھی وضع کر دیئے۔ یہ سب من گھڑت باتیں ہیں۔ جن کی قرآن و حدیث، صحابہ و تابعین، آئمہ مجتہدین اور سلف صالحین سے سے بھی کوئی سند ثابت نہیں۔ رحمت دو عالم ﷺ نے اپنے صاف اور واضح ارشادات سے زمانہ جاہلیت کے توہمات اور قیامت تک پیدا ہونے والے باطل خیالات اور ماہ صفر کے متعلق وجود میں آنے والے تمام نظریات کی تردید فرما دی۔

سوال: ماہ صفر کو بعض لوگ منحوس سمجھتے ہیں کیا یہ درست ہے؟

جواب: بعض لوگ ماہ صفر میں شادی بیاہ اور دیگر تقریبات سے پرہیز کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ صفر کے کام صفر ہو جاتے ہیں اور اس مہینے کے کئے ہوئے کام بے برکت اور نامراد ہوتے ہیں۔ حالانکہ یہ سوچ غلط ہے۔ شریعت میں کہیں صفر کے مہینے میں نکاح سے منع نہیں کیا گیا۔ الحاصل اس مہینے کو منحوس یا نامبارک سمجھنا باطل اور توہم پرستی میں داخل ہے۔ اسلام کے اصولوں اور رسول اللہ ﷺ کی احادیث سے ثابت ہے کہ کوئی زمانہ یا دن و تاریخ اپنی ذات میں منحوس نہیں۔ اور زمانہ تو اللہ کی مخلوق ہے اس کی طرف نحوست یا برائی کی نسبت کرنا گناہ ہے۔ حدیث قدسی میں ہے: نبی کریم ﷺ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں بنی آدم مجھے ایذاء دیتا ہے، میری شان کے خلاف باتیں کرتا ہے وہ اس طرح کہ زمانہ کو برا بھلا کہتا ہے حالانکہ زمانہ میں ہوں۔

سوال: ماہ صفر کے متعلق بعض لوگ ایک حدیث پیش کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا

کہ جو مجھے صفر کے مہینے کے ختم ہونے کی خوشخبری دے گا میں اس کو جنت کی بشارت دوں گا۔ اس حدیث سے تو صفر کے ماہ مبارک ہونے کا ثبوت ہے؟

جواب: اس کے بارے میں یاد رکھیں، اوّل تو یہ حدیث من گھڑت اور موضوع ہے اس کا کسی صحیح سند سے حضور ﷺ سے ثبوت نہیں ملتا، دوسرا ان صحیح احادیث (جو کہ ماہ صفر کے بارے میں وارد ہوئیں ہیں) کے مقابلے میں موضوع روایت پیش کرنا کسی طرح صحیح نہیں ہے۔

سوال: بہت سارے لوگ ماہ صفر کے آخری بدھ کو بہت زیادہ اہمیت دیتے ہیں اور اس دن عبادت کی نیت سے خاص اعمال کرتے ہیں، کیا ایسا کرنا درست ہے؟

جواب: ماہ صفر کے بدھ کو خاص اہمیت دینا اور اس میں خاص اعمال کرنا من گھڑت ہے اور اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ اس دن کے بارے میں یہ خیال کیا جاتا ہے کہ حضور ﷺ نے اس دن غسلِ صحت فرمایا تھا اور سیر و تفریح بھی فرمائی تھی۔ حضور ﷺ کا اس دن غسلِ صحت فرمانا کسی جگہ سے ثابت نہیں ہے۔ بلکہ صحیح روایات کے مطابق اس دن تو حضور ﷺ کی اس بیماری کی ابتداء ہوئی تھی جس میں آپ ﷺ کا وصال ہوا تھا۔ اس بارے میں مسلمانوں کے تمام مکاتب فکر کے حضرات اس بات پر متفق ہیں کہ آخری چہار شنبہ کے روز مرض وفات کا آغاز ہوا تھا۔

سوال: بعض لوگوں نے خصوصاً عورتوں نے اس مہینے کا نام تیرہ تیزی رکھ دیا ہے کیا ایسا نام استعمال کرنا صحیح ہے؟

جواب: جس طرح کسی انسان کو برے نام سے پکارنا شریعت میں منع کیا گیا ہے اسی طرح کسی مہینے کو کسی خاص وجہ سے اچھے نام کی بجائے برے نام سے یاد کرنا منع ہے۔ ماہ صفر اسلامی سال کا دوسرا مہینہ ہے اس کا پورا نام "صفر المظفر" اور "صفر الخیر" منقول ہے۔ جس کا مطلب ہے کامیابی والا اور بامراد۔ زمانہ جاہلیت میں اس مہینہ کو منحوس سمجھا جاتا تھا ان کے اس نظریہ کی تردید کے لیے اس کا پورا نام یہ رکھا گیا ہے۔ لہٰذا اس کو اسی نام سے لکھا جائے اس کا نام بگاڑا نہ جائے۔

سوال: صفر کے مہینے میں اکثر فال نکالنے کا عمل بہت زیادہ پایا جاتا ہے، کیا فال نکالنا اور نکلوانا درست ہے؟

جواب: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ شخص ہم میں سے نہیں جو خود بری فال لے یا جس کے لیے بری فال لی جائے، یا جو خود کہانت کرائے یا جس کے لیے کہانت کروائے، یا خود جادو کرے یا جس کے لیے جادو کیا جائے، اور جو شخص کسی کاہن کے پاس

آیا اور اس کی باتوں کی تصدیق کی تو اس نے محمد ﷺ پر نازل شدہ چیز کا کفر کیا۔

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے ایسے شخص کو اپنی امت سے نکال دیا جو فال، جادو، ٹونے اور دیگر خرافات میں مبتلا ہو۔ اس میں فال نکالنے والا اور فال نکلوانے والا دونوں برابر ہیں۔

سوال: کیا اسلام عورتوں کو اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ وہ دفتروں میں مردوں کے دوش بدوش کام کریں؟ حالانکہ اسلام کہتا ہے کہ ان کا اصل کام گھر میں ہے جہاں ان کو رہ کر ذمہ داریاں پوری کرنی ہیں۔ آخر یہ بات کہاں تک درست ہے؟

جواب: کما کر کھلانے کی ذمہ داری اسلام نے مرد پر ڈالی ہے، عورتیں اس بوجھ کو اٹھا کر اپنے لیے خود ہی مشکلات پیدا کر رہی ہیں۔ اسلام میں کمائی کے لیے بے پردہ ہونے کی اجازت نہیں ہے۔

سوال: میں نے اپنی پہلی بیوی کو طلاق دے دی جس سے تین لڑکیاں ہیں اور میں نے ان کی شادی بھی کر دی، اب میں یہ چاہتا ہوں کہ میری جائیداد میں یہ لڑکیاں حقدار نہ رہیں اور تعلق تو میں نے پہلے ہی ختم کر لیا ہے کیونکہ میری بیوی کی خواہش یہی ہے۔ کیا میرا یہ فیصلہ شریعت کے عین مطابق ہوگا۔

جواب: بیٹیوں سے قطع تعلق؟ توبہ کیجیے! یہ سخت گناہ ہے۔ اسی طرح ان کو جائیداد سے محروم کرنے کی خواہش بھی سخت گناہ ہے۔ خدا اور رسول ﷺ نے جس کو وارث بنایا ہے بیوی کے اصرار پر اس کو محروم کرنے کی کوشش کا مطلب یہ ہے کہ آپ کو بیوی خدا اور رسول سے زیادہ عزیز ہے۔

سوال: کیا مردوں کو عورتوں کی کمائی کھانے کی اجازت ہے مثلاً کسی کی بیوی کما کر لاتی ہے اور مرد باوجود تندرستی کے کماتا نہیں تو ایسے شخص کے لیے بیوی کی کمائی حلال ہے، یا کسی نوجوان کی بہن کماتی ہے اور وہ بیٹھ کر کھاتا ہے۔ تو کیا ایسے جوان کو بہن کی لائی ہوئی تنخواہ میں سے خرچ کرنے کا حق ہے؟

جواب: عورتوں کے معاش کا ذمہ دار مردوں کو بنایا گیا ہے۔ مگر عورتوں نے یہ بوجھ خود اٹھانا شروع کر دیا اور تساہل پسند مردوں کو ایک اچھا خاصا ذریعہ روزگار مل گیا۔ جب عورت اپنی خوشی سے کما کر لاتی ہے اور مردوں پر خرچ کرتی ہے ان کے لیے کیوں حلال نہیں۔

سوال: میں نے اکثر جگہ کتابوں میں پڑھا ہے کہ حضرت خدیجہؓ نے حضور اکرم ﷺ سے نکاح کی خواہش کی تھی جو کہ حضور اکرم ﷺ نے قبول کر لی تھی؟

جواب: صحیح ہے۔

☆.....☆☆☆.....☆

سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ

نام ونسب خاندان، تعارف:

سوال: آپؓ کا نام اور کنیت کیا ہے؟

جواب: نام معاویہؓ اور کنیت ابوعبدالرحمٰن ہے۔

سوال: حضرت معاویہؓ کے والد کا نام بتائیں؟

جواب: حضرت ابوسفیانؓ۔

سوال: حضرت معاویہؓ کی والدہ کا نام بتائیں؟

جواب: حضرت ہندؓ۔

سوال: حضرت معاویہؓ کس قبیلے سے تعلق رکھتے تھے؟

جواب: قریش کی مشہور شاخ بنوامیہ سے۔

سوال: حضرت معاویہؓ کی حضور ﷺ سے کیا رشتہ داری تھی؟

جواب: حضرت معاویہؓ حضور ﷺ کے برادر نسبتی یعنی سالے تھے۔

سوال: حضور ﷺ کی حضرت معاویہؓ سے کیا رشتہ داری تھی؟

جواب: حضرت معاویہؓ کی بہن ام حبیبہؓ حضور ﷺ کی بیوی تھیں۔

سوال: حضرت ام حبیبہؓ کو حضور ﷺ کی زوجہ ہونے کی وجہ سے کیا کہا جاتا تھا؟

جواب: ام المومنین یعنی ''مومنوں کی ماں''۔ آپ ﷺ کی تمام بیویوں کو اسی لقب سے پکارا جاتا ہے۔

سوال: اس لحاظ سے حضرت معاویہؓ سارے مومنوں (ایمان والوں) کے کیا لگے؟

جواب: سارے ایمان والوں کے ماموں۔

سوال: حضرت معاویہؓ کے والد کی حضور ﷺ سے کیا رشتہ داری بنتی ہے؟

جواب: آپؓ کے والد حضرت ابوسفیانؓ کو حضور ﷺ کے سسر ہونے کا شرف حاصل ہے۔

ولادت، بچپن، ابتدائی تعلیم:

سوال: حضرت معاویہؓ کب پیدا ہوئے؟

جواب: حضور ﷺ کو نبوت ملنے سے پانچ سال پہلے یعنی 608ء میں۔

سوال: حضرت معاویہؓ کے بچپن کا کوئی واقعہ سنائیں؟

جواب: بچپن ہی سے آپ میں بڑوں والی صفات پائی جاتی تھیں، ایک مرتبہ آپ کے والد حضرت ابوسفیانؓ آپؓ کی طرف اشارہ کر کے فرمانے لگے ''میرا یہ بیٹا بڑے سر والا ہے اس قابل ہے کہ اپنی قوم کا سردار بنے''۔

والدین کی بددعاؤں سے بچو کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہوتی ہیں

سوال: حضرت معاویہؓ نے ابتدائی تعلیم کہاں سے حاصل کی؟

جواب: ابتدائی تعلیم آپؓ نے اپنے والد سے حاصل کی، جب کہ عرب میں تعلیم کا زیادہ رواج نہ تھا، یوں آپؓ کا شمار عرب کے چند پڑھے لکھے لوگوں میں ہوتا تھا۔

قبول اسلام:

سوال: اسلام سے قبل آپؓ کا شمار کن لوگوں میں ہوتا تھا اور اسلام سے قبل آپؓ کی حیثیت کیا تھی؟

جواب: اسلام سے قبل آپ کا شمار چند پڑھے لکھے اور مال دار لوگوں میں ہوتا تھا اور آپ سردار تھے۔ آپؓ کا حکم مانا جاتا تھا۔

سوال: حضرت معاویہؓ نے اپنے اسلام قبول کرنے کا اعلان کب کیا؟

جواب: فتح مکہ کے وقت اپنے والد کے ساتھ۔

سوال: اسلام قبول کرنے کے بعد آپؓ نے حضور ﷺ سے عشق و محبت کا کیا ثبوت دیا؟

جواب: اپنا سارا وقت حضور ﷺ کے پاس ان کی خدمت کرتے ہوئے گزار دیا۔

فضائل و مناقب:

سوال: علمی پختگی کی وجہ سے حضور ﷺ نے آپ کو صحابہؓ کی کون سی جماعت میں شامل فرمایا؟

جواب: حضور ﷺ نے جلد ہی آپؓ کو صحابہ کی اس مقدس جماعت میں شامل کر لیا جو کتابت وحی کے لیے مامور تھی۔

سوال: حضور ﷺ پر نازل ہونے والی وحی لکھنے کی وجہ سے آپ کو کیا کہا جاتا؟

جواب: کاتب وحی یعنی "وحی لکھنے والا"۔

سوال: کاتبین وحی کی عظمت میں قرآن پاک کی کون سی آیات نازل ہوئیں؟

جواب: کاتبین وحی کی عظمت میں سورۂ عبس کی چار آیات نازل ہوئیں۔

سوال: وحی لکھنے والوں میں حضرت معاویہؓ کا کون سا درجہ تھا؟

جواب: حضرت زید بن ثابتؓ کے بعد دوسرا درجہ آپؓ کا ہی تھا۔

سوال: وحی لکھنے کے علاوہ حضرت معاویہؓ کے ذمہ اور کیا کام تھا؟

جواب: حضور ﷺ کے مراسلہ جات اور خطوط کی ترسیل کا کام بھی آپ کے ذمہ تھا۔

سوال: حضرت معاویہؓ کے لیے حضور ﷺ نے کیا کیا دعائیں فرمائیں؟

جواب: ایک مرتبہ فرمایا: "اے اللہ! معاویہؓ کو سیدھے راستے پر چلانے والا، سیدھے راستے پر چلنے والا اور ان کے ذریعے لوگوں کو سیدھے راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرما۔ (ترمذی شریف۔ جلد دوم)

سوال: حضور ﷺ کی کوئی سی حدیث جو حضرت معاویہؓ کے بارے میں ہو، سنائیں؟

جواب: معاویہؓ میرا رازدان ہے، جس نے ان کے ساتھ محبت کی وہ کامیاب ہوا اور جس نے ان کے

ساتھ بغض رکھا وہ ہلاک ہوا۔ (کنز العمال جلد ۶)

سوال: حضرت معاویہؓ کا کوئی اعزاز ذکر کریں؟

جواب: ایک مرتبہ حضور ﷺ نے حضرت ابوبکر اور عمرؓ کو کسی کام میں مشورے کے لیے بلایا، مگر دونوں حضرات مناسب مشورہ نہ دے سکے تو حضور ﷺ نے فرمایا "معاویہؓ کو بلاؤ اور ان کے سامنے یہ معاملہ رکھو! اس لیے کہ معاویہؓ قوی اور امین ہیں، اچھا مشورہ دیں گے۔ (کنز العمال جلد ۶)

سوال: کیا حضور ﷺ نے کسی موقع پر حضرت معاویہؓ کو اپنا سفیر بھی مقرر کیا؟

جواب: جی! حضرالموت نامی جگہ پر حضور ﷺ نے حضرت معاویہؓ کو اپنا سفیر بنا کر بھیجا، تاکہ وہاں کے لوگوں کو آپؓ قرآن وحدیث کی تعلیم دیں۔

سوال: حضرت معاویہؓ نے حضور ﷺ سے کتنی حدیثیں بیان کی ہیں؟

جواب: بقول علامہ ابن حجر مکی تین سو تیرہ۔

سوال: حضرت معاویہؓ کی طرف تاریخی روایات کا سہارا لے کر بدعتی اور خودغرضی کی نسبت کرنا کیسا ہے؟

جواب: آپ حضور ﷺ کے جلیل القدر صحابی تھے۔ آپ کی طرف بدعتی، خودغرضی کی نسبت کرنا قرآن وسنت کی خلاف ورزی اور اپنے ایمان کو ضائع کرنے کے مترادف ہے۔

حضرت معاویہؓ خلفائے راشدین کے دور میں:

سوال: حضرت ابوبکرؓ کے دور حکومت میں آپ کس کام میں مصروف رہے؟

جواب: احادیث بیان کرنے میں۔

سوال: حضرت عمرؓ کے دور حکومت میں آپؓ کس کام میں مشغول رہے؟

جواب: حضرت عمرؓ کے دور حکومت میں آپؓ نے کافروں سے لڑتے ہوئے بہت سے قلعوں کو فتح کیا، بعد میں حضرت عمرؓ نے حضرت معاویہؓ کو شام کا گورنر بنا دیا۔

سوال: حضرت عمرؓ کا حضرت معاویہؓ کو گورنر بنانے سے کیا معلوم ہوا؟

جواب: معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ کو آپؓ پر مکمل اعتماد تھا، کیونکہ دنیا جانتی ہے کہ عمرؓ گورنر مقرر کرنے کے معاملے میں کتنے سخت تھے، جس شخص پر حضرت عمرؓ کو مکمل اعتماد نہ ہوتا اسے گورنر مقرر نہ فرماتے۔

سوال: حضرت عثمانؓ کے دور میں حضرت معاویہؓ کے ذمہ کیا کام تھا؟

جواب: حضرت عثمانؓ کو بھی حضرت معاویہؓ پر مکمل اعتماد تھا، چنانچہ حضرت عثمانؓ اہم کاموں کے سلسلے میں حضرت معاویہؓ سے مشورہ لیتے تھے گویا آپ ان کے مشیر خاص تھے۔

سوال: حضرت عثمانؓ نے حضرت معاویہؓ کی ذہانت اور ان کی قابلیت دیکھتے ہوئے انہیں کن کن علاقوں کا گورنر مقرر کیا؟

جواب: حضرت عثمانؓ نے شام کی گورنری ان

کے پاس رکھنے کے ساتھ ساتھ انہیں حمص، فلسطین اور اردن کا بھی گورنر بنا دیا۔

حضرت علیؓ اور حضرت امیر معاویہؓ کے تعلقات:

سوال: حضرت علیؓ کے زمانے میں جب کچھ لوگوں نے حضرت معاویہؓ کو برا بھلا کہنا شروع کیا تو حضرت علیؓ نے کیا فرمایا؟

جواب: حضرت علیؓ نے فرمایا کہ معاویہؓ کو برا بھلا نہ کہو! کیوں کہ اگر یہ تمہارے بیچ سے اٹھ گئے تو تم دیکھو گے کہ بہت سے سر تن سے جدا ہو جائیں گے۔

سوال: حضرت معاویہؓ کا حضرت علیؓ سے کیسا تعلق تھا؟

جواب: یہ دونوں حضرات ایک دوسرے کا بہت زیادہ احترام کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت علیؓ کے دور حکومت میں روم کے عیسائیوں نے مدینہ پر حملہ کرنا چاہا تو حضرت معاویہؓ نے حضرت علیؓ کی طرف سے جواب دیتے ہوئے کہا ''او رومی کتے! اگر تو نے حضرت علیؓ اور مدینہ کی طرف میلی آنکھ سے بھی دیکھا تو حضرت علیؓ کی فوج کا سپاہی بن کر جو سب سے پہلے تجھ پر حملہ آور ہوگا وہ معاویہ ہوگا''۔

سوال: حضرت علیؓ حضرت معاویہؓ کے بارے میں کیا فرماتے تھے؟

جواب: معاویہؓ میرے بھائی ہیں، ان کو برا مت کہا کرو! مجھے ان کی برائی سننا پسند نہیں۔

سوال: حضرت علیؓ نے شہادت سے چند روز قبل اپنے بیٹے حضرت حسنؓ کو کیا نصیحت فرمائی تھی؟

جواب: ''بیٹا! حضرت معاویہؓ کو خلیفہ ماننے سے انکار نہ کرنا'' چنانچہ حضرت حسنؓ نے بھی اپنے والد کی بات پر مکمل عمل کیا۔

حضرت معاویہؓ اور حضرت حسنؓ:

سوال: حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد کون مسلمانوں کے خلیفہ مقرر ہوئے؟

جواب: حضرت حسنؓ۔

سوال: حضرت حسنؓ نے خلافت چھوڑنے سے کچھ عرصہ پہلے لوگوں کو کیا کہا؟

جواب: ''خدا کی قسم! میں معاویہؓ کو ان لوگوں سے بہتر سمجھتا ہوں جو اپنے آپ کو حضرت علیؓ کا ساتھی کہتے ہیں۔''

سوال: حضرت حسنؓ نے حضرت معاویہؓ کو برا بھلا کہنے والوں کو کیا کہا؟

جواب: ''جو شخص معاویہؓ کو برا بھلا کہتا ہے اس پر خدا کی لعنت ہو''۔

خلافت حضرت معاویہؓ:

سوال: حضور ﷺ نے حضرت معاویہؓ کو خلافت کی بشارت دیتے ہوئے کیا فرمایا؟

جواب: حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے معاویہؓ جب تم حکمران بنو تو نیک لوگوں کے ساتھ نیکی کرنا اور برے لوگوں سے درگزر کرنا۔

سوال: حضرت حسنؓ نے حضرت معاویہؓ کے حق میں خلافت سے الگ ہونے کا اعلان کب فرمایا؟

جواب: ربیع الاوّل سن ۴۱ ہجری میں حضور ﷺ کی پیشین گوئی کے مطابق نہر دجیل کے کنارے سکن نامی جگہ میں خلافت سے الگ ہونے کا اعلان کیا۔

سوال: حضرت معاویہؓ کن خلفا میں سے ہیں؟

جواب: جن کی خلافت کے بارے میں حضور ﷺ نے خوشخبری دی تھی۔

سوال: حضرت شاہ ولی اللہؒ نے حضرت معاویہؓ کے بارے میں کیا لکھا ہے؟

جواب: "حضرت معاویہؓ کا دور خلافتِ راشدہ کا دور ہے۔ یہ اسلام، ایمان، انصاف، امن وسکون اور مسلمانوں کے عروج کا دور تھا" (ازالۃ الخفا جلد ا)

سوال: حضرت معاویہؓ کو برا بھلا کہنے والوں کے بارے میں حضرت شاہ ولی اللہؒ نے کیا لکھا؟

جواب: "ان کے خلاف زبان درازی کرنا اپنی آخرت کو برباد کرنا ہے۔ (ازالۃ الخفا جلد ا)

سوال: حضرت معاویہؓ نے کتنے سال حکومت کی؟

جواب: انیس (۱۹) سال۔

سوال: حضرت معاویہؓ کے دور حکومت میں مسلمانوں نے کتنی زمین فتح کی؟

جواب: چونسٹھ لاکھ پینسٹھ ہزار مربع میل، جو آدھی دنیا بنتی ہے یعنی حضرت معاویہؓ کے دور میں مسلمانوں نے آدھی دنیا فتح کر لی تھی۔

سوال: حضرت معاویہؓ کی پوری زندگی کا خلاصہ کیا ہے؟

جواب: حضرت معاویہؓ کی پوری زندگی علم اور عمل کی زندگی تھی، آپ نے مسلمانوں اور عوام کی خیر کے لیے بہت سارے کام کیے، اسلامی حکومت کو مضبوط کیا اور آدھی دنیا کو اسلام کے تابع کیا۔

فتوحات:

سوال: حضرت معاویہؓ نے اپنی زندگی میں جو نئے کام کیے ان میں سب سے اہم کام کیا تھا؟

جواب: سب سے اہم کام اسلامی بحری بیڑہ (سمندری جہاز) تیار کروانا ہے، اسی کام پر اللہ کے نبی ﷺ نے ان کو جنت کی خوشخبری سنائی تھی۔

سوال: حضرت معاویہؓ کے زمانے میں فتح ہونے والے اہم اہم علاقوں کے نام بتائیں؟

جواب: کابل، ترکستان، ہندوستان کے دروازے تک آمد، قبرص، شام، قسطنطنیہ۔

مرض الموت اور وفات:

سوال: حضرت معاویہؓ نے مرض وفات میں کیا خطبہ دیا؟

جواب: "لوگو! کچھ کمیتیاں ایسی ہیں جن کے کٹنے کا وقت قریب آ گیا ہے۔ میں تمہارا امیر تھا، میرے بعد مجھ سے بہتر کوئی امیر نہ آئے گا۔ جیسا کہ مجھ سے پہلے جو امیر تھے وہ مجھ سے بہتر تھے"۔ اس کے بعد آپؓ نے کفن وغیرہ کے متعلق وصیت کی"۔

سوال: حضرت معاویہؓ کی وفات کون سے سال ہوئی اور اس وقت آپؓ کی عمر کیا تھی؟

جواب: ساٹھ ہجری (۶۰ھ) کو ستاسٹھ سال کی عمر میں آپ کی وفات ہوئی۔

سوال: کس تاریخ کو آپؓ کا انتقال ہوا؟

جواب: بائیس رجب (۶۰) ہجری۔

سوال: حضرت معاویہؓ کی نماز جنازہ کس صحابیؓ نے پڑھائی؟

جواب: حضرت ضحاک بن قیسؓ نے۔

سوال: حضرت معاویہؓ کی تدفین کہاں ہوئی؟

جواب: آپؓ کی تدفین دمشق میں باب الصغیر میں ہوئی۔

رجب میں رسم بد:

سوال: اسلام دشمن 22 رجب کو خوشی کیوں مناتے ہیں؟

جواب: کیونکہ اس دن حضرت معاویہؓ فوت ہوئے تھے اس لیے یہ لوگ اس دن کھانے وغیرہ پکا کر جہاں خوشی مناتے ہیں وہیں مسلمانوں کے دلوں سے حضرت معاویہؓ کی محبت ختم کرنے کی کوشش بھی کرتے ہیں۔

سوال: اسلام دشمن حضرت معاویہؓ کی وفات کے دن جو خوشی مناتے ہیں، اس رسم کو وہ کیا کہتے ہیں؟

جواب: کونڈے۔

سوال: کونڈے کا مطلب کیا ہے؟

جواب: یہ پنجابی زبان کا لفظ ہے اس کا معنی ہے ہیڑہ غرق ہونا۔

سوال: یہ رسم کب ایجاد ہوئی؟

جواب: حضرت معاویہؓ کی وفات کے بارہ سو سال بعد ۱۹۰۶ میں ایجاد ہوئی۔

سوال: اس رسم بد کو کس نے ایجاد کیا؟

جواب: ..... اس رسم بد کو امیر مینائی لکھنوی کے خاندان نے ریاست رامپور میں ۱۹۰۶ میں ایجاد کیا۔

سوال: اسلام دشمنوں سے اگر کوئی پوچھے کہ تم اس دن خوشی کیوں مناتے ہو تو وہ کیا جواب دیتے ہیں؟

جواب: ''ہم امام جعفر صادقؒ کی پیدائش کی خوشی مناتے ہیں'' جب کہ سچ یہ ہے کہ امام جعفر اس مہینے پیدا ہی نہیں ہوئے بلکہ وہ ربیع الاوّل میں پیدا ہوئے تھے۔

سوال: حضرت امام جعفر صادقؒ کی ولادت اور وفات کب ہوئی؟

جواب: حضرت امام جعفر صادقؒ کی ولادت ۱۸ ربیع الاول ۸۳ ہجری میں اور وفات ۲۵ شوال ۱۴۸ ہجری میں ہوئی۔

سوال: ایک جلیل القدر صحابی رسول کی وفات پر شرینی وغیرہ تقسیم کرنا کس قدر سخت گناہ ہے؟

جواب: اس کا اندازہ اس حدیث سے ہو سکتا ہے جس میں حضور ﷺ نے تین بار فرمایا: اے لوگو! میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔

☆.....☆.....☆

☆☆.....☆☆.....☆☆

میں نے تقریباً 27 سال سعودیہ میں کام کیا ہے۔ یہ واقعہ 2005ء کا ہے جب مجھے معلوم ہوا کہ انڈین Doctors, Nurses اور کچھ سعودی لوگ Drugs (نشہ) کے ذریعے Educated اور Intelligent لوگوں کو Heart Patient بنا کر مار رہے ہیں۔ بلکہ Brain Haemorrhage بھی کروا رہے ہیں۔ اور ان کا Head ایک سعودی ڈاکٹر سلیمان المیرنی جو General Director تھا اور ڈاکٹر Hani یہ Egyptian ہے Maternity.Hospital میں Consultant & Medical Director ہے یہ اس Net کو چلا رہے ہیں۔ انڈیا اور اسرائیل اس Net کو Support کر رہے ہیں۔ جو لوگ اس Net میں ہیں اُن کو باقاعدہ پیسے ملتے ہیں۔

سعودی لوگوں کو لالچ دے رکھا ہے کہ ہم سعودیہ کو Democracy country بنائیں گے۔ سعودی لوگوں کو اس بات کا علم نہیں کہ Net کے پیچھے انڈین اور اسرائیل ہے۔ Hil Materity Hospital تقریباً 2004 میں Open ہوا تھا۔ اس کی چیف نرس ہندو کو رکھا گیا۔ Padma نامی چونکہ بہت Intelligent & Active تھی اور کافی سالوں سے سعودیہ میں کام کر رہی تھی لہٰذا اُس نے مجھے Drugs (نشہ) دلوانی شروع کروا دی۔ چائے، جوس اور کھانے میں۔ میں بیمار رہنے لگی ہر وقت چکر آتے تھے۔ اللہ تعالیٰ بہت غفور الرحیم ہے ہم اس کا جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے۔ ایک رات مجھے خواب آیا کہ میرا قتل ہو گیا ہے۔ تلوار نے لال اور سبز پھولوں والی قمیض پہن رکھی ہے اور میں لوگوں کو بتا رہی ہوں کہ دنیا میں میرا قتل ہو گیا ہے تو وہ سب کہہ رہے ہیں یہ دنیا میں بہت ظلم ہوا ہے۔ دوسرے دن میں نے یہ خواب اپنی Co-Workers کو بتایا اور میں پریشان تھی اور پھر اُسی ہفتہ میں نے ایک نرس کو

پانی میں کچھ ملاتے دیکھ لیا۔ پھر تو میں ہاتھ دھو کر ان کے پیچھے لگ گئی اور ہر ایک کو ہر طرح سے نوٹ کرنا شروع کر دیا۔

تب مجھے معلوم ہوا کہ یہ Drugs کے ذریعے مجھے ہی نہیں باقی لوگوں کو بھی مار رہے ہیں۔ 2004یا 2005 کو ہندو چیف نرس نے Maternity Hospital Hail میں اپنے Net کے ذریعے ایک سعودی Sheikha نامی نرس کو قتل کروایا اس سسٹر کے ہاں آپریشن سے Baby Girl پیدا ہوئی۔ یہ کیس سعودی ڈاکٹر مقبول الشمری نے کیا تھا۔ ان ظالموں نے اس سسٹر کو آپریشن کے بعد اسی دن Observation Room میں ابدی نیند سلا دیا Death Diagnose: Embolisum بتائی گئی۔

اس Incident کے دو سال بعد میں نے انڈین Nurses کو باتیں کرتے سن لیا تھا کہ ڈاکٹر مقبول الشمری کا نام خراب ہو جائے گا۔ میں یہاں یہ بتاتی جاؤں کہ ڈاکٹر مقبول کی Retirment ہو چکی تھی۔ مگر اس کو گورنمنٹ نے اجازت دے رکھی تھی کہ اگر وہ کوئی کیس کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔ وہ جرمن Tramined تھا اور بہت ہی اچھا Gynaecologist Consultant (گائنا کالوجسٹ) تھا۔ اور Egyptian جو Doctor Hani Maternity Hospital میں Gynaecologist Consultant and Medical Director کی پوزیشن پر تھا۔

میری طبیعت خراب تھی دل کی دھڑکن بھی کافی تیز تھی، بلڈ پریشر کی مریض بھی بن چکی تھی اور مجھے یہ بھی پتہ چلا کہ اس Net نے ڈاکٹر مقبول اور ایک دو اور سعودی Pharmaust ہیں جن کا کام تمام کرنا ہے۔

بلکہ اس Net کی Campaign یعنی مہم ہے کہ Saudi Pakistai اور Intelligent Intelligent کو ختم کرنا یعنی جان سے مارنا۔ Silent Murder کرنا ہے۔

ڈاکٹر مقبول ایک اچھا انسان تھا Origenal Saudi (سعودی باشندہ) تھا اپنے ملک سے پیار کرنے والا اور پاکستانی لوگوں کو پسند کرتا تھا اچھے اور بُرے انسان کی پہچان تھی۔ میں نے سب کچھ ڈاکٹر مقبول کو بتا دیا۔

ڈاکٹر مقبول نے یہ بات کچھ سعودی Colleague (کولیگ) سے کی، آہستہ آہستہ یہ بات Net کے لوگوں تک بھی جا پہنچی۔

ایک ہفتہ بعد میری حج ڈیوٹی Al Hamna میں لگ گئی یہ جگہ مدینہ اور مکہ شریف کے درمیان ہے۔

وہاں دو تین دن تو خیریت سے گزرے، آخر کار Net نے میرا کام تمام کروانے کے لیے ایک ڈاکٹر عبدالعزیز جو فلسطینی تھا اس کے ساتھ رابطہ قائم کیا۔ ڈاکٹر عبدالعزیز جو مسلمان کہلواتا تھا بلکہ ہے اس نے ایک Male Naurse حسین نامی جو سعودی تھا اور Al Hassa کا رہنے والا ہے اور Net میں تھا شیعہ ہے۔ بہت اچھا لڑکا ہے میں تین دن سے اس کے ساتھ کام کر رہی تھی مجھے اپنی بڑی بہن کی طرح عزت دیتا تھا۔

سات آٹھ بجے شام کو ڈاکٹر عبدالعزیز کو کسی نے فون کیا میں پاس ہی بیٹھی ہوئی تھی اور مجھے شک سا ہوا کہ جیسے اس نے میرا نام لیا ہے۔ پھر اسی وقت اس نے Male Nurse کے ساتھ Discuss شروع کر دی کہ مجھے ختم کر دیا جائے مگر ڈاکٹر عبدالعزیز نہیں مان رہا تھا لہٰذا حسین نے اسے ٹالنے کے لیے کہا ٹھیک ہے آج نہیں بلکہ کل۔

میں بتاتی چلوں کہ میں سنی ہوں میرے باپ کا نام محمد علی ہے۔ ویسے بھی وہ پاکستانی لوگوں کے Favour میں تھا۔ مگر اس نے اس نام کی لاج رکھ لی مجھے کہتا تھا میں تمہارا بھائی ہوں۔ مجھے مارنے کا Order ہوا ہے جو میرا Medical Director ڈاکٹر Hani تھا اور ڈاکٹر سلیمان جو General Director تھا اس نے حکم دیا تھا۔

اسی رات تین بجے Al Hamna کا Director عابد جسے سب ابو احمد کہتے ہیں، میں نے سب کچھ اُسے بتا دیا۔

دوسرے دن میں نے حسین کو بتایا کہ ڈاکٹر عبدالعزیز مجھے مار کر میرا قتل تمہارے سر پر ڈالنا چاہتا ہے تم نے ایسا کام نہیں کرنا۔

حسین نے سب کچھ عابد یعنی ابو احمد کو بتایا۔ حسین نے ہر ایک بات Net ابو احمد کو بتا دی۔ پھر پتہ چلا کہ عبدالعزیز یہودی ہے 25 سال سے Saudia میں کام کر رہا ہے اس کے اور بھی رشتہ دار سعودیہ میں کام کر رہے ہیں۔

پھر ایک اور انکشاف ہوا کہ ڈاکٹر احمد جو شامی کا تھا وہ اور عبدالعزیز دونوں عابد یعنی ابو احمد کا قتل کرنا چاہتے تھے۔ Drugs کے ذریعے۔ عابد ابو احمد کافی Intelligent ہے مدینہ منورہ یعنی Al-Hamna کا رہنے والا ہے۔ اس نے سب کچھ مدینہ شریف کے امیر کو بتایا اور مدینہ منورہ کے General Director کو بھی۔ مدینہ شریف کے لوگ پہلے ہی پاکستانی لوگوں کو پسند کرتے تھے اب Director عابد کے دل میں پاکستانیوں کے لیے عزت و وقار اور بڑھ گیا تھا۔

ڈاکٹر عبدالعزیز نے بتایا کہ ملک فہد ہسپتال میں ہندو ڈاکٹر غلط Diangnose

کر کے مریضوں کو دوائی دے رہے ہیں۔ باتوں ہی باتوں میں اس نے یہ بات بتادی۔ پھر ایک دن میں نے دیکھا کہ ڈاکٹر عبدالعزیز بار بار فون پر کوئی Secret باتیں کرتا تھا۔ آخر کار میں نے یہ بھی کھوج لگالیا یہ جاسوس تھا ریاض کی Ministory of Heacth میں کام کر رہا ہے۔ یہودی اور انڈین پالیسی یہ ہے کہ (۱) سعودی لوگوں کے دلوں میں پاکستان کے خلاف نفرت پیدا کی جائے۔ (۲) سعودی لوگوں کو Democresy لانے کے لیے اکسایا جائے (۳) ملک عبداللہ اور گورنمنٹ کے خلاف اکسایا جائے، حقیقت میں یہی لوگ مکہ شریف اور مدینہ منورہ کو الگ ریاست بنانا چاہتے ہیں یہی چیز باقی عرب ممالک چاہتے ہیں جس میں خاص طور پر مصر۔ تیونس وغیرہ۔

اسرائیل چاہتا ہے مکہ اور مدینہ منورہ کو الگ کر دیا جائے اور باقی ملک اسرائیل کے قبضے میں آجائے اگر سعودیہ نہیں تو سوڈان اگر سوڈان نہیں تو اوتو پیہ۔ ان Countries پر اس کی نظر ہے۔

اسرائیل کو صرف پاکستان سے خطرہ ہے ورنہ وہ سعودیہ پر حملہ کر دیتا یا کروا دیتا۔ حال ہی میں ہندو چیف نرس جو پہلے کنگ Hospital میں تھی پھر اس کو Maternity Hospital میں چیف نرس بنا دیا گیا اس نے پھر Department میں ایک نرس جس کو Hepatitis ہے فلپائن کی Nurses اور انڈین Nurses یہ کام سرانجام دے رہی ہیں۔ Maternity Hospital میں ڈاکٹر ہنی جو Medical Director ہے وہ بھی اس کے ساتھ ہے۔ جب میں نے شکایت کی تو اس کی جگہ سعودی چیف نرس بنا دی گئی جس کا Level کافی Low تھا اس ہندو چیف نرس کو Deputy پوزیشن دے دی گئی۔

یہ Net صرف حائل ہی میں نہیں بلکہ پورے سعودیہ میں پھیلا ہوا ہے۔ 2008 میں ڈاکٹر مقبول الشمری جو دل کا مریض بن چکا تھا بلکہ بنایا گیا تھا اور بلڈ پریشر، شوگر کا بھی، کنگ خالد ہسپتال حائل میں 2008 میں اس کو Renal Failure ہو گیا یعنی گردے فیل ہو گئے یہ بھی مجھے یقین ہے۔ فیل کیے گئے تھے اور اس اچھے انسان کی Death ہو گئی۔ میں نے اپنا Blood Screening کروایا تو Positive تھا۔ لہٰذا میں نے Resian کر دیا میں نے یہ دوائی کبھی بھی نہیں کھائی تھی جو خون کے ٹیسٹ میں آئی تھی۔ میں یہ (Blood

Private Lab (Test سے کروایا تھا۔ یہی Net تجاج کے Accidant بریک فیل، Building گرانا اسی کا کام تھا۔ اب 2005 سے گورنمنٹ Saudia کو علم ہوگیا تھا تب سے کوئی ایسا واقعہ پیش نہیں آیا۔ اس Net کی وجہ سے مجھے اپنی نوکری سے بھی ہاتھ دھونا پڑا۔ یا تو میں بھی اس Net میں شامل ہو جاتی اور حرام کی روزی کماتی یہ میرے ضمیر نے گوارہ نہیں کیا۔

مجھے اس بات کی بہت خوشی ہے کہ اب حائل میں سعودی لوگ پاکستانی Doctor اور Nurses کو پسند کرنے لگے تھے ان پر یقین اور اعتماد کرنے لگے تھے۔

اس Net میں پاکستانی Medical کے لوگ نہیں ہیں مگر مجھے Net میں شامل ہونے کی آفر کی گئی تھی مگر میں اپنے پیارے وطن کا نام کیسے خراب کرسکتی تھی۔ اللہ تعالیٰ پاکستان کو دن دُگنی اور رات چوگنی ترقی عطا فرمائے اور سعودیہ کو بھی ترقی دے جہاں اللہ کا گھر ہے اور ہمارے پیارے نبی ﷺ کا شہر ہے۔ آمین۔

نوٹ: Net کی Instruction کے مطابق Hepatitis کا رزلٹ Negtive ہی دینا ہے چاہے Positive ہی کیوں نہ ہو۔ لیبارٹری میں بھی Net کے لوگ ہیں۔ ہر Department میں۔

☆☆.....☆☆.....☆☆

☆.....فرمان الٰہی.....☆

اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں کہ چند ظاہری رسموں کو ادا کرنا اور چند مقررہ مذہبی اعمال انجام دینا۔ مشرق یا مغرب کی طرف رخ کرلینا اصل نیکی نہیں ہے بلکہ اصل نیکی یہ ہے کہ انسان اللہ تبارک وتعالیٰ یوم آخرت، ملائکہ، اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کی گئی کتابوں اور تمام انبیاء کرام پر ایمان لاکر اپنی خوشی سے عزیز و اقارب، رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، محتاجوں، مسافروں، ہاتھ پھیلانے والوں، غلاموں، مکاتبوں اور قرضداروں سے مالی تعاون کرے، نماز قائم کرے اور زکوٰۃ دے، جو عہد وقرار کرے اسے پورا کرے، تنگی ترشی کے وقت اور مصیبت کے وقت حق وباطل کی معرکہ آرائی اور کش مکش میں صبر کا دامن تھامے رکھے۔ یہی لوگ راست باز اور سچے متقی و پرہیزگار ہیں۔ (سورہ بقرہ آیت ۱۷۷)

(شیخ فہد بن حاجی رفیق احمد شیخ)

☆.....☆.....☆

☆☆.....☆☆.....☆☆

کہے فقیر

ڈاکٹر محمد اظہر
سرفراز اے شاہ

سوال: حدیث مبارکہ ہے:

مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْ هُمْ

جو شخص جس قوم کے ساتھ مشابہت اختیار کرے گا وہ انہی میں شمار ہوگا۔

مشابہت سے مراد کیا لباس میں مشابہت ہے یا کردار و اعمال میں؟ کہیں مغربی لباس کے باعث اسلامی ممالک زوال کا شکار نہیں؟

جواب: آپ سے میرا ایک سوال ہے کہ آپ ﷺ کون سا لباس پہنتے تھے؟ آپ ﷺ کو پاجامہ پسند تھا لیکن ہمیشہ نہیں پہنا۔ آپ ﷺ نے کبھی تہبند، کبھی پاجامہ، کبھی چغہ پہن لیا۔ جب آپ ﷺ نے لباس کے بارے میں کسی ایک شے کا تعین نہیں کیا تو پھر لباس سے مشابہت کا تعین کیسے کیا جا سکتا ہے؟ یہ بتائیے کہ دنیا میں آپ ﷺ کی اصل پہچان کیا ہے۔ اس کو یوں آسان کر لیتے ہیں کہ جب آپ ﷺ نے زندگی میں سب سے پہلے قریش کو دعوت اسلام دی تو آپ ﷺ نے کیا فرمایا؟ کیا اپنے ''صادق و امین'' ہونے کی پہچان یاد نہیں دلائی؟ پھر اس کے بعد عفو و درگزر، صلہ رحمی، سخاوت اور دریا دلی کی صفات آپ ﷺ کی پہچان نہیں بنیں؟

غیر مسلم جنہوں نے آپ ﷺ کی ہمیشہ مخالفت کی، انہوں نے بھی جب آپ ﷺ کو اوّل ترین درجہ دنیا کی بہترین شخصیات میں عطا کیا تو کیا لباس کی بنیاد پر یا پھر آپ ﷺ کے حسن اخلاق و کردار کی بنیاد پر.....

میری سمجھ کے مطابق آپ ﷺ سے مشابہت اُس وقت پیدا ہوتی ہے جب ہم آپ ﷺ کے کردار کی خوبیاں نقل کرتے ہیں اور اُسی کے باعث ہم دنیا میں باعزت ہوتے ہیں۔ ضروری ہے کہ مشابہت کے لیے ہم ظاہری چیزوں کی بجائے اُن خصوصیات کو اپنائیں جن کی بنیاد پر دشمنوں کی نظر میں بھی آپ ﷺ دنیا کی عظیم ترین ہستی بن گئے..... میرے خیال میں تو اصل مشابہت یہی ہے۔

سوال: درود پاک پڑھنے کے بنیادی آداب کیا ہیں؟

جواب: (۱) باوضو ہو کر درود پاک پڑھیں۔

(۲)..... کسی ایسی جگہ پر درود شریف نہ پڑھیں جہاں ظاہری گندگی پھیلی ہو یا بدبو ہو۔

جو شخص کسی مسلمان کی تنگی یا فریدی ہوئی چیز کی واپسی پر راضی ہو جاتا ہے اللہ اس کی لغزش کو معاف فرما دیتے ہیں۔ الحدیث

(۴)..... دوزانو ہو کر پڑھیں تو زیادہ بہتر ہے لیکن چلتے پھرتے ہوئے بھی پڑھ سکتے ہیں۔ اس کی برکات حاصل ہوں گی۔ درودِ پاک پڑھنے کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ انسان میں پاکیزگی آجاتی ہے۔

سوال: بہت سے غیر مسلم بھی نیکی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں جیسے مدر ٹریسا وغیرہ۔ کیا آخرت میں اُن کو اس کا اجر ملے گا؟

جواب: رب نے قرآن میں فیصلہ کر دیا ہے کہ تمام غیر مسلموں کی نیکی کو رب رائیگاں نہیں جانے دیتا۔ اُن کی نیکیوں کا صلہ اور انعام اسی دنیا میں اُنہیں عطا کر دیا جائے گا۔ آخرت میں اُن کا کوئی حصہ نہیں۔

جب کہ مسلمانوں کے لیے اس دنیا میں بھی نیک اعمال کا اجر ہے اور آخرت میں بھی ایک بڑا حصہ ہے۔ غالباً یہی چیز ہم مسلمانوں کے حلق سے نیچے نہیں اُترتی کہ دنیا میں آخرت کی نسبت ہمارے لیے اجر مقابلتاً کم ہے اور ہم کلمہ گو ہونے کے باوجود مختلف بُرائیوں میں اس قدر مبتلا ہو جاتے ہیں تاکہ اس اجر کو غیر مسلموں کے دنیاوی اجر کے لیول (Level) تک لے جائیں۔

سوال: کیا عشق اور محبت دو مختلف جذبے ہیں؟ نیز سالک اور مجذوب کے درجات میں کیا فرق ہے؟

جواب: عشق محبت سے اگلا درجہ ہے۔ اللہ کے عشق میں انسان اُسی وقت مبتلا ہوتا ہے جب اُس سے بھی پہلے وہ اللہ سے محبت کرے گا۔ محبت کرنے والا اسی تگ و دو میں رہتا ہے کہ میرے محبوب کی پسند کیا ہے؟ یہ جاننے کے بعد وہ محبوب کی پسند کو پورا کرتا ہے۔ مجذوب بھی کبھی اسی مقام پر ہوتا ہے جہاں وہ عبادت کے ساتھ ساتھ دوسرے احکامات کی پابندی بھی کر رہا ہوتا ہے لیکن بعد میں وہ رب کی محبت میں اتنا زیادہ آگے چلا جاتا ہے کہ اپنی ہستی ہی کھو دیتا ہے۔

سالک کا مقام مجذوب سے اُونچا ہے کیونکہ وہ بقائمی ہوش و حواس کاروبارِ دنیا میں ملوث ہے جس کی بنا پر دنیاوی آلائشیں اور ترغیبات اُسے مسلسل اللہ کی راہ سے ہٹانے میں لگی رہتی ہیں۔ وہ ساری عمر بُرائی سے لڑتا رہتا ہے اور نیکی کے راستہ پر گامزن رہتا ہے۔ اسی لیے سالک کو مجذوب پر فوقیت اور فضیلت حاصل ہے۔ سالک اللہ کی محبت میں گم رہتے ہیں لیکن ہوش و حواس سے بیگانہ نہیں ہوتے اور مجذوب کے مقام سے افضل ہیں۔

ایک قسم اُن سالک حضرات کی بھی ہے جنہوں نے ترکِ دنیا کر کے اللہ کو حاصل کیا اور اللہ کے ہو گئے۔ ان کی نسبت اُن اولیائے کرام کو اوّل و افضل گنا جائے گا جنہوں نے ترکِ دنیا کی بجائے دنیا میں رہتے ہوئے

فرائض کی ادائیگی بھی کی اور رب کی راہ پر بھی چلے اور ولائیت کے درجے پر پہنچ گئے۔ یہ تین مختلف درجات ہیں جن میں مجذوب نچلے درجے پر ہے لیکن اس کی بات فوراً پوری ہوتی ہے کیوں کہ وہ دُوئی کے مقام سے نکل چکا ہوتا ہے۔

سوال: آپ نے فرمایا کہ رُوح کو ڈسکس نہیں کرنا چاہیے۔ علامہ حافظ ابن قیمؒ نے ''کتاب الروح'' لکھی ہے۔ کیا ایسی کتابیں پڑھنا چاہیے؟

جواب: رُوح پر صرف یہی کتاب نہیں، مولانا مودودی نے بھی اس پر کتاب لکھی اور امام غزالیؒ کی اس موضوع پر کتاب کا نام ہے ''حقیقت رُوحِ انسانی'' اس موضوع پر جتنی بھی کتابیں لکھی گئی ہیں کسی میں ''رُوح'' کو واضح نہیں کیا جا سکا۔ البتہ امام غزالیؒ کی اس حوالے سے کتاب مکمل تو نہیں لیکن بہتر ضرور ہے، وہ پڑھی جا سکتی ہے۔ اس کو پڑھ کر انسانی ذہن اُلجھے گا نہیں۔

جہاں تک ''رُوح'' کے موضوع پر کتاب پڑھنے کی بات ہے تو ضرور پڑھیں بس بحث سے منع فرمایا گیا ہے۔ یہاں یہ ضرور عرض کر دوں کہ جب ہم اس قسم کے باریک نکتوں کی طرف جاتے ہیں تو اس سے پیشتر اگر موٹے موٹے نکات ہم اپنے ذہن میں واضح کر لیں تو ہمیں سمجھ بھی آجائے گی اور روزِ محشر اپنے رب کے حضور اس سلسلے میں شرمندگی بھی نہیں ہوگی۔ ابھی تو ہم دو بنیادی چیزوں سے ہی نجات حاصل نہیں کر پائے۔

(۱)..... جھوٹ سے نجات۔ ذاتی مفاد کے لیے ہم بڑے سے بڑا جھوٹ بول جاتے ہیں۔

(۲)..... صبح سے شام تک ہم دوسروں کے حقوق پر ڈاکے ڈالتے رہتے ہیں۔ مثلاً آپ سٹاپ لائن پر کھڑے ہیں۔ ایسے میں کوئی صاحب گاڑی یا موٹر بائیک پر آکر وہاں کھڑے ہو جائیں گے، یہ سوچے بغیر کہ پہلا حق تو میرا نہیں۔ ان دو باتوں کو چھوڑ دینے سے ہماری دنیاوی کے ساتھ آخروی زندگی بھی بہتر ہو جائے گی۔ اس کے بعد یہ بات آجائے گی کہ اس قسم کی کتابیں پڑھی جا سکتی ہیں یا نہیں..... یہ فائنل پوائنٹس ہیں۔

سوال: عبادات میں یکسوئی کیسے پیدا کی جا سکتی ہے؟ اچھے کاموں کی انجام دہی کے دوران بھٹکنے یا (Disconnect) ہو جانے سے بچنے اور تکبر سے بچاؤ کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: آپ کسی نئے ملک جاتے ہیں، وہاں کے شاپنگ سینٹر کے ڈسپلے (Display) میں موجود کسی خوبصورت چیز کے دو نمونے خریدتے وقت ہمیں اُس چیز کی قیمت کا بھی احساس ہوتا ہے۔ یہ خیال بھی آتا ہے کہ واپسی میں وزن میں اضافہ ہو جائے گا اور تیسری بات جو آپ سوچتے ہیں کہ یہ اچھی

Fatigue (بیگار) پڑ گئی۔ اب بیوی کے لیے چیز خریدتے وقت رقم خرچ کرنے کے باوجود دل میں کہیں خوشی کا احساس ہوتا ہے کیوں کہ معاملہ محبت کا ہے۔

اسی طرح نماز کی ادائیگی اور رب کی عبادت کے وقت اگر محض فرض کی ادائیگی کا خیال ہوگا تو ادائیگی گراں گزرے گی اور گریز کا احساس پیدا ہوگا۔ لیکن اگر محبت کا جذبہ غالب ہوگا تو یہ محبت ہمیں خوشی کے ساتھ رب کے احکامات بجالانے پر مجبور کرے گی اور جب ہمیں رب کے ساتھ ملاقات اور گفتگو کا چسکا لگ گیا تو پھر وہ مقام آجائے گا جہاں مولانا مفتی محمد حسن تھے۔(بانی جامعہ اشرفیہ) جب اُن کی ٹانگ کاٹنے کے لیے آپریشن سے پہلے اُنہیں بے ہوشی کی دوا (Anesthesia) دیا جانے لگا تو نشہ آور ہونے کے باعث اُنہوں نے لینے سے انکار کردیا اور کہا کہ آپ اپنا کام کیجیے۔ یہ فرمایا کرو اللہ کے ذکر میں اس قدر مشغول ہو گئے کہ آپریشن ختم بھی ہوگیا اور اُنہیں تکلیف کا ذرہ برابر احساس تک نہ ہوا۔ ایسی یکسوئی اور Concentration وہیں ممکن ہے جہاں محبت کی شدت ہو..... لہٰذا دیکھنا یہ ہے کہ کیا ہم محض فرض سمجھ کر عبادت کر رہے ہیں یا محبت کے ساتھ فرض کی ادائیگی کر رہے ہیں۔ محبت ہو تو یکسوئی خود بخود آجاتی ہے۔

☆☆---☆☆

''بہشتی زیور کے جواہرات''

☆ ماں باپ شوہر یا کسی بزرگ کو نام لے کر پکارنا مکروہ ہے۔

☆ اٹھتے بیٹھتے بات چیت کرتے ہر بات میں ادب اور تعظیم کا لحاظ رکھنا چاہیے۔

☆ کسی جاندار چیز کا آگ میں جلانا درست نہیں۔

☆ کسی بات کی شرط باندھنا درست نہیں۔

☆ جب کوئی دو آدمی یا میاں بیوی باتیں کر رہے ہوں تو ان کے پاس نہ جانا چاہیے اور کان لگا کر باتیں نہ سننا چاہیے۔

☆ میاں بیوی آپس کی راز و نیاز کی باتیں دوسروں سے نہ کریں۔

☆ مصیبت کے وقت موت کی تمنا کرنا اور اپنے آپ کو کوسنا درست نہیں۔

☆ غصہ سمیت تمام حرام چیزوں سے پرہیز لازم ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ خوب جانتے ہیں کہ کس امر میں تمہارے لیے بہتری ہے۔ (القرآن)

☆ جو آدمی زیادہ ہنستا ہے، اس کا رعب کم ہو جاتا ہے۔ حضرت عمر فاروقؓ۔

(شیخ سعد بن حاجی رفیق احمد شیخ عفی عنہ)

☆☆---☆☆

مشتاق احمد وریک

رضائے الٰہی قرآن کی نظر میں

چچا بشیر اپنی زندگی میں ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر کے طور پر فرائض انجام دیتے رہے ہیں۔ گاؤں کے تمام چھوٹے بڑے انہیں چچا بشیر ہی کہتے تھے، حالانکہ انہیں چوہدری، ماسٹر اور حاجی کے القابات سے بھی یاد کیا جا سکتا تھا۔ خیر چچا بشیر رات کو اپنی بیٹھک میں مجلس لگا کر سبق اور ایمان افروز باتیں بتایا کرتے تھے۔ ایک دن معمول سے ہٹ کر تمام لوگوں کے سامنے سوال رکھا۔ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے سکول میں ماتحت استاد کو نماز کا مشورہ دیا تو جواب میں دلیل طلب کی گئی کہ کیوں نماز ادا کی جائے؟ چچا نے کہا کہ میں تو اس استاد کو اپنے تئیں مطمئن کر چکا ہوں لیکن آپ لوگوں کا امتحان لینے کی خاطر سوال کرتا ہوں تا کہ آپ لوگ بھی ذہن سے کام لے کر جواب دیں۔ تمام لوگوں نے طبع آزمائی کی۔ قاری اصغر صاحب عام طور پر خاموش رہتے ہیں لیکن آج تو انہوں نے کمال ہی کر دیا۔ یوں گویا ہوئے:

نماز کے متعلق بہت سی دلیلیں دی جا سکتی ہیں لیکن ایک دلیل ہی کافی ہے۔ جب انسان اللہ کو ہر لحاظ سے بڑا مان لیتا ہے تو پھر اس کا ہر حکم مانتے ہوئے ''کیوں'' کا لفظ اپنی ڈکشنری سے نکالنا ہوگا۔ نماز جنت کی کنجی ہے۔ نماز سے دنیاوی فوائد بھی حاصل ہوتے ہیں وغیرہ وغیرہ..... لیکن میرا خیال ہے کہ چونکہ سب سے بڑے حاکم نے حکم دیا ہے لہٰذا حکم کی تعمیل میں نماز ادا کرنا ضروری ہے۔ اگر دوسرے لحاظ سے دیکھا جائے کہ سب سے پیاری ہستی نے نماز ادا کرنے میں اپنی رضا لکھ دی ہے تو اسے خوش رکھنے کے لیے بھی نماز کا سہارا لینا اشد ضروری ہے۔

ایک استاد بچے کو سبق یاد کرنے کا حکم دیتا ہے تو طالب علم یہ نہیں کہہ سکتا کہ کیوں یاد کروں۔ اس لیے کہ اس وقت استاد اور شاگرد کے علم اور مرتبے میں بہت فرق ہوتا ہے۔ احترام کا تقاضا ہوتا ہے کہ وہ جو بھی حکم دے رہا ہے اسے ماننے میں ہی عافیت ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ استاد کو شاگرد کا سب سے زیادہ ہمدرد گردانا جاتا ہے۔ لہٰذا یہ تصور کیا جاتا ہے کہ سبق یاد کرنا شاگرد کے فائدے میں ہی ہوگا

دل پانی سے بھرا ہوا برتن ہوتا ہے اور خواہشات اس پر بلبلوں کی طرح ہیں

اسی لیے استاد نے تاکید کی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ذات ہی سب سے زیادہ حق رکھتی ہے کہ اس کے حکم کی بجا آوری میں نماز ادا کی جائے۔ وہی ذات ہماری سب سے زیادہ ہمدرد ذات ہے۔ وہی ہمارا بھلا سب سے زیادہ جانتی اور چاہتی ہے۔ لہٰذا اس کا حکم ماننے میں ہمارا اپنا ہی فائدہ ہے۔ چچا بشیر اس جواب سے مطمئن اور خوش ہوئے۔ حاضرین نے بھی اس درس سے اپنے ایمان تازہ کیے۔

راقم الحروف کو یہ حقیقی واقعہ یاد آیا تو اس نیت کے ساتھ قارئین کے مطالعہ کے لیے حاضر کرنے کے لیے ندائے اجود کا انتخاب کیا کہ ایمانی حرارت میں اضافہ ہوگا۔ ایک انسان جب دل سے اللہ تعالیٰ کی تمام خوبیوں کو تسلیم کرتے ہوئے ایمان قبول کر لیتا ہے تو اس کی ہر دم یہ خواہش اور کوشش ہونی چاہیے کہ اس ذات باری نے جن کاموں کا حکم دیا ہے ان کو بلا چوں وچراں انجام دیا جائے۔ جن کاموں سے رکنے کا حکم دیا ہے بغیر بحث اور تمحیص کے اچانک رک جائے۔ حصولِ رضائے الٰہی کو ایک نصب العین بنا لینے سے ہی دنیا اور آخرت کی فلاح حاصل ہو سکتی ہے۔

قرآنِ مقدس نے رضائے الٰہی کے موضوع پر روشنی ڈالی ہے۔ اس کو اس دعا کے ساتھ سپردِ قلم کیا جا رہا ہے کہ ہم بھی رضائے الٰہی کے حقدار بن سکیں۔ ''بے شک اللہ پسند کرتا ہے توبہ کرنے والوں کو اور پاکیزگی اختیار کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔'' (سورۃ البقرہ۔ آیت ۲۲۲)

''وہ اپنی رحمت کے لیے جسے چاہتا ہے مختص کر لیتا ہے اور اللہ فضلِ عظیم کا مالک ہے۔'' (سورہ آل عمران۔ آیت ۷۴)

''جس نے اپنا عہد پورا کیا اور اللہ سے ڈرا تو بے شک تقویٰ اختیار کرنے والوں کو اللہ محبوب رکھتا ہے۔'' (سورہ آل عمران۔ آیت ۷۶)

''نیک کام کرنے والوں کو اللہ محبوب رکھتا ہے۔'' (سورہ آل عمران۔ آیت ۱۴۸)

''بے شک توکل کرنے والوں کو اللہ دوست رکھتا ہے'' (سورہ آل عمران۔ آیت ۱۵۹)

''بے شک اچھا سلوک کرنے والوں کو اللہ پسند کرتا ہے''۔ (سورہ المائدہ۔ آیت ۱۳)

''بے شک متقیوں کو اللہ پسند کرتا ہے''۔ (سورہ توبہ۔ آیت ۴)

''اللہ اس کو راستہ دکھاتا ہے اپنی طرف جو (اس کی طرف) رجوع کرتا ہے۔'' (سورہ الرعد۔ آیت ۲۷)

''بلاشبہ تم میں زیادہ عزت والا اللہ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔'' (سورہ الحجرات۔ آیت ۱۳)

اس عنوان کے علاوہ بھی اللہ کریم نے

تقویٰ کو اپنا پسندیدہ عمل قرار دیا ہے۔ یعنی جو لوگ تقویٰ اختیار کرتے ہیں وہ رضائے الٰہی کے سب سے زیادہ مستحق گردانے جاتے ہیں۔ تقویٰ کی مشہور تعریف کو مثال سے واضح کیا گیا کہ جنگل میں کانٹے دار جھاڑیوں میں سے کپڑے بچا کر اس طرح گزرنا کہ پھٹ نہ سکیں۔ دنیا کو بھی کانٹے دار جھاڑیوں سے تشبیہ دی گئی ہے۔ صبح سے شام تک لاتعداد جھاڑیوں سے پالا پڑتا ہے۔ اگر صرف نماز کو ہی لیا جائے تو اس کی راہ میں بے شمار رکاوٹیں حائل ہوتی ہیں۔ مسلمان تو ہر دم حریص ہوتا ہے۔ وہ اللہ کی ڈیوٹی پر لگا ہوا ہے۔ اپنے خالق و مالک، اپنے رازق، اپنے حاکم، اپنے معبود، اپنے محبوب کی رضا جوئی میں ہر وقت لگا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے تمام نام تقاضا کرتے ہیں کہ ہر کام کرنے سے پہلے سوچا جائے کہ اس میں اللہ کی رضا مضمر ہونی چاہیے۔ ایک آدمی کے ذہن میں سوال آ سکتا ہے کہ چونکہ چوبیس گھنٹے اللہ کی رضا ممکن نہیں کہ اس میں سے سونے کا وقت نکالنا پڑتا ہے۔ اس کا جواب اسلام دے چکا ہے کہ سوتے وقت دعا پڑھ کر داہنی کروٹ لیٹنے کے ساتھ اسلامی انداز اختیار کریں۔ یہ سونا بھی اللہ کی محبت حاصل کرنے کا سبب بن سکتا ہے۔ موضوع تفصیل طلب ہے لیکن اختصار سے احاطہ کرنے کی ادنیٰ سی کوشش ہے۔ امید ہے کہ میرا اللہ اس عاجز بندے کی کوشش کو بھی پسندیدگی کی نظر سے دیکھے گا۔

☆☆.....☆☆

یمن: آمریت کے شکنجے میں

صدر علی عبداللہ صالح 1962ء سے شمالی یمن اور متحدہ یمن کا سربراہ ہے۔ اس کے خلاف یمن میں تحریک بہت مضبوط بنیادوں پر اٹھی ہے۔ علی عبداللہ صالح ایک بم دھماکے میں شدید زخمی بھی ہوا اور سعودی عرب میں زیر علاج رہا۔ اس تحریک کے دوران لاکھوں لوگ کئی ماہ سے سڑکوں پر ہیں اور ان کا عزم ہے کہ آمریت سے نجات تک وہ چین سے نہیں بیٹھیں گے۔ صدر نے مغرب کی حمایت حاصل کرنے کے لیے یہ کہا ہے کہ وہ اقتدار اس لیے نہیں چھوڑتا کہ کہیں اخوان المسلمون اور القاعدہ برسر اقتدار نہ آجائیں۔ یمن کی حریت پسند خاتون توکل کرمان کو امن کا نوبل پرائز ملا ہے۔ یہ الاصلاح کی رکن شوریٰ اور تحریک حریت میں اگلی صفوں میں کام کرنے والی خاتون ہیں۔

(روزنامہ پاکستان۔ 2 دسمبر 2011ء)

بے کار نہ بیٹھو اس سے زندگی کی پریشانیاں بڑھتی ہیں

تمہیں وطن کی ہوائیں سلام کہتی ہیں

محمد متین خالد

شہر ارتداد ''ربوہ'' جسے سدوم، عمورہ اور ادمہ کا جڑواں بھائی بھی کہا جاتا ہے، آج کل اپنے مکینوں کی جنسی بداعمالیوں اور بدعنوانیوں کی وجہ سے ''دیکھو مجھے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو'' کی زندہ تصویر بنا ہوا ہے..... سرفرانسس موڈی نے اپنے ''خود کاشتہ پودے'' کو ضلع جھنگ میں دریائے چناب کے کنارے پر 1033 ایکڑ، 7 کنال، 8 مرلے زمین 100 سالہ لیز پر عطا کی۔ پہاڑیوں کے درمیان دفاعی لحاظ سے محفوظ یہ جگہ اسرائیل کفار کی امیدوں اور سازشوں کا گڑھ ہے۔ قادیانی اس شہر کی کرامت یہ بیان کرتے ہیں کہ یہاں کبھی سیلاب نہیں آیا۔ مجاہد ختم نبوت آغا شورش کاشمیریؒ نے اس پر یہ کہا تھا کہ لاہور کی ''ہیرا منڈی'' کی بھی یہی کرامت ہے کہ وہاں بھی کبھی سیلاب نہیں آیا۔ جن لوگوں نے قصر کے بھیدی جناب شفیق مرزا کی کتاب ''شہر سدوم'' پڑھی ہو، وہ جانتے ہوں گے کہ انھوں نے لنکا ڈھا کر کس خوبصورتی سے ثابت کیا ہے کہ یہ دونوں علاقے اپنے مزاج، گفتار اور کردار کے اعتبار سے آپس میں کتنی مماثلت رکھتے ہیں۔ ربوہ، جہاں سے بدنام زمانہ جنس منیر ایسے عیاش اور بدقماش طبع قادیانی نواز صاحبان اقتدار کی راتوں کو رنگین بنانے کے لیے ''لجنہ'' کی ایمان شکن حسینائیں (قادیانی حوروں) کی شکل میں ''مال'' سپلائی ہوتا تھا اور ''سلسلہ احمدیہ کے سلوک کی یہ منزل'' پوری آب و تاب کے ساتھ آج بھی جاری ہے۔

ربوہ کے مرگھٹ کی ہر قبر پر لکھا ہوا ہے کہ اس مردہ کی ہڈیاں امانتاً دفن ہیں، اکھنڈ بھارت کے نتیجہ میں حالات سازگار ہونے پر انھیں قادیان (بھارت) منتقل کیا جائے گا..... جہاں قادیانی لیٹرینوں پر ''کلمہ طیبہ'' لکھا جاتا تھا..... (نعوذ باللہ) جہاں علی الاعلان آنجہانی مرزا قادیانی کو ''محمد رسول اللہ'' کہہ کر پیش کیا جاتا تھا..... جہاں سے تحریف شدہ قرآن مجید شائع کر کے پوری دنیا میں پھیلائے جاتے..... جہاں بدنام زمانہ مائکہ نصرت جہاں بیگم کو ''ام المومنین'' کے روپ میں پیش کیا جاتا تھا۔ ربوہ..... جہاں کوئی غیر قادیانی (مسلمان) حتیٰ کہ صدر مملکت بھی مطلق العنان ''خلیفہ'' کی اجازت حاصل کیے بغیر داخل نہ ہو سکتا تھا۔ جہاں ''مملکت در مملکت'' کا نظام تھا، جس کا اپنا ایک سیاسی نظام تھا، جن کے

اپنے اسٹام پیپرز، بینک، دارالقضاۃ (تھانہ) کیلنڈر (مہینوں کے نام وغیرہ) تھے۔ جہاں خلافت کے نام پر ایک آمرانہ نظام بنایا گیا، جس کی چیرہ دستیوں سے حق کا متلاشی کوئی قادیانی محفوظ نہ تھا..... ''مربیان'' کی اکثریت پیٹ کی مجبوریوں کی وجہ سے ذلت اور خواری پر مجبور تھی، جہاں مذہب کے نام پر تجارت ہوتی تھی..... جہاں جنت اور دوزخ کے نام پر لوگوں کو بے وقوف بنایا جاتا تھا، جہاں شاہی خاندان کے افراد، اخلاق باختگی، حرام کاری اور مصنوعی پارسائی کا عملی نمونہ پیش کرتے۔ ربوہ جسے ''ویٹی کن سٹی'' بنانے کی ناکام کوشش کی گئی، جہاں سے ان کا اپنے مرکز حیفہ (اسرائیل) سے براہ راست رابطہ رہتا تھا، جہاں ریٹائرڈ قادیانی فوجی افسروں پر مشتمل ''فرقان فورس'' اور ''خدام الاحمدیہ'' ایسی تربیت یافتہ بدنام زمانہ دہشت گرد تنظیمیں پاکستان دشمن طاقتوں کے ایماء پر ملکی امن و امان غارت کرنے کے لیے ہر وقت سرگرم عمل رہتی تھیں۔ جہاں قادیانی خلیفہ سے معمولی اختلاف کرنے والے کو موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا تھا، جہاں 1967ء میں اسرائیل کی عربوں پر فتح، سقوط ڈھاکا، شاہ فیصل اور ضیاء الحق کی شہادتوں اور بھارتی ایٹمی دھماکوں پر خدام الاحمدیہ کے بدمست نوجوان اور لجنہ کی مدہوش حوروں نے محظوظ مگر محظوظ جشن منایا۔ جہاں 313 درویشوں کے روپ میں ''ذریعہ البغایا'' قادیان سے کھلے عام آتے جاتے تھے۔ جہاں قادیانی جلسوں میں (نعوذ باللہ) ''احمدیت زندہ باد''..... ''محمدیت مردہ باد''..... ''مرزا قادیانی کی جے''..... کے نعرے لگائے جاتے تھے۔ جہاں پاک فضائیہ کے سابق سربراہ ایئر مارشل ظفر چوہدری نے جہازوں کی ایک ٹولی کی قیادت کرتے ہوئے 1973ء میں اپنے خلیفہ مرزا ناصر کو سلامی دی تھی، جس پر قادیانی خلیفہ نے اپنے لوگوں کو خوشخبری دی کہ ''پھل پک چکا ہے..... جلد ہی ہماری جھولی میں گرنے والا ہے'' علیٰ ہذا القیاس ربوہ میں اسلام اور پاکستان کے خلاف اتنی سازشیں تیار ہوتیں کہ ''سفینہ چاہیے اس بحر بیکراں کے لیے۔''

لیکن ''لکل فرعون موسیٰ'' کے مصداق جب بھی کوئی فرعون پیدا ہوتا ہے تو قدرت اس کی سرکوبی کے لیے موسیٰ کا اہتمام بھی کر دیتی ہے۔ محافظان ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالخصوص سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا لال حسین اخترؒ، مولانا محمد حیاتؒ، ماسٹر تاج الدین انصاریؒ، حضرت خواجہ خان محمدؒ، مولانا داؤد غزنویؒ، مولانا ظفر علی خانؒ، مظفر علی شمسیؒ، مولانا عبدالستار خان نیازی، سید ابوالحسنات شاہ قادریؒ، مولانا محمد شریف جالندھریؒ، سید محمد یوسف بنوریؒ، مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، آغا شورش کاشمیریؒ، مولانا تاج محمودؒ اور تمام شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے مجاہدین ختم نبوت کے پُرعزم اور پُرہمت کارواں نے اپنی پرخلوص

جڑواں مکھی وہ ہے جس کے دو رخ ہیں یعنی ایک آدمی کے پاس ایک رخ سے آئے اور دوسرے کے پاس دوسرے رخ سے

اور مجاہدانہ کوششوں سے قادیانیت کے قلعے کی بنیادیں ہلا دیں۔ انھوں نے اپنے خون جگر سے روغن نچوڑ کر چراغ تحفظ ختم نبوت جلائے اور لہو کے قطروں کے بیج بو کر عشق و محبت کے پھول اگائے۔ فکر معکوس کے حامل رہزنان ایمان قادیانی اور بے دین اہل اقتدار بکاین کو انگور اور پیتل کو زر خالص، کہلوانے پر مصر تھے۔ وہ نائک وائن کی بدمستی میں پھونکوں سے ختم نبوت کا چراغ بجھانے کی ناپاک سازش کرتے اور مجاہدین ختم نبوت پر اژدھوں کی طرح پھنکارتے..... مگر نور ایمان سے لبریز پاسبان ختم نبوت نے ارباب غرور کی سنگینوں کے سائے میں جگر پاش مناظر پیش کر کے کلمہ حق بلند کیا اور برٹش امپریلزم کے ایجنٹوں کے مکروہ ارادوں کو ملیا میٹ کر دیا۔

1953ء کی مقدس تحریک ختم نبوت میں سرفروشان ختم نبوت اپنے سروں کی فصل کٹوا کر یمامہ کے شاہسواروں کے ہم رکاب ہوئے اور اس طرح بارگاہ رسالت میں باریاب ہوئے..... لاہور کی فضاؤں میں اس کی مہک آج بھی محسوس ہوتی ہے۔ وہ خوش نصیب جنھیں اس تحریک میں قبائے شہادت نصیب ہوئی، ان کے لہو کی خوشبو سے یہ ملک آج بھی معطر ہے..... ان کی موت حیات جاوداں ہے..... یہ لوگ فتح و ظفر کے روشن باب ہیں..... ان کی قربانیوں کے نتیجہ میں قادیانی کبر و غرور کی ایسی کمر ٹوٹی کہ وہ متفقہ طور پر 7 ستمبر 1974ء کو غیر مسلم اقلیت قرار پائے۔

1984ء میں انھیں تمام شعائر اسلامی استعمال کرنے سے روک دیا گیا..... ملک کی اعلیٰ عدالتوں نے حکومت کے اس اقدام کی توثیق کرتے ہوئے اسے اسلام کی روح کے عین مطابق قرار دیا۔ پاکستان پر اقتدار کا خواب دیکھنے والا عیاش خلیفہ مرزا طاہر گرفتاری کے ڈر سے برقع پہن کر رات کی تاریکی میں اپنے ننھیال برطانیہ فرار ہو گیا۔ آج ربوہ میں خاک اڑ رہی ہے..... ان کے کفریہ عقائد و افکار "کھائے ہوئے بوسے" کی مانند ربوہ کی پرتعفن گلیوں میں پڑے ہوئے ہیں۔ آج کوئی قادیانی کھلے عام اپنے مذہب کی تبلیغ و تشہیر نہیں کر سکتا بلکہ کوئی ایسی مرئی و غیر مرئی حرکت نہیں کر سکتا جس سے وہ مسلمان ظاہر ہو۔ یہاں ہر سال تحفظ ختم نبوت کانفرنس بڑے تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہوتی ہے، جس میں ملک کے طول و عرض سے راہ وفا کے مسافر..... قربانی کے جذبوں سے سرشار..... شوق فراواں لیے ہوئے..... بھرپور شرکت کرتے ہیں۔

..... چشم فلک نے آج تک اتنا بڑا انقلاب نہ دیکھا ہوگا..... لیکن صاحبو! یہ سب کچھ تحفظ ختم نبوت کے محاذ پر کام کرنے والے بزرگوں اور کارکنوں کی جہد مسلسل کا ثمر اور شہداء کی بے لوث قربانیوں کا نتیجہ ہے..... بزرگ اکابرین کی دعاؤں کا اثر ہے..... پوری ملت اسلامیہ ان کی احسان مند ہے..... اور ہمیشہ رہے گی!

اے راہ حق کے شہیدو! وفا کی تصویرو!
تمھیں وطن کی ہوائیں سلام کہتی ہیں

یہ جنگ تو نہیں تھی

عرفان صدیقی

11دسمبر 2011ء، دن بارہ بج کر چالیس منٹ پر آخری امریکی فوجی طیارے میں سوار ہوا۔ طیارے نے اڑان بھری اور دس سال، ایک ماہ، اکیس دن بعد، پاکستان کا شمسی ہوائی اڈہ، پاکستان کی تحویل میں آ گیا۔ ہمارے فوجی جوانوں اور سول ایوی ایشن کے عملے نے ہوائی اڈے کا انتظام سنبھال لیا۔ احاطے کے ایک کونے سے اب بھی دھواں اٹھ رہا تھا جہاں امریکی جاتے جاتے کوڑا کباڑ اور ساتھ نہ لے جا سکنے والی اشیا نذرِ آتش کر گئے تھے۔ امریکی جھنڈا اتار لیا گیا اور اس کی جگہ پاکستان کا پرچم لہرا دیا گیا۔ دس برس محکوم و مغلوب رہنے والی حاکمیت اعلیٰ بحال ہو گئی اور قوم کو نوید دی گئی کہ اس کے نگہبان اور فیصلہ ساز ایک بڑی فتح سے ہمکنار ہو گئے ہیں۔

فاتحانہ سرشاری کے ان سرور بخش لمحوں میں کون پوچھے کہ 20 اکتوبر 2001ء سے 11دسمبر 2011ء تک یہاں کیا ہوتا رہا؟ اتنے طویل عرصے تک پاکستان کی سرزمین پر واقع پاکستان کا ایک ہوائی اڈہ پاکستانی پرچم سے کیوں محروم رہا۔ اس کی منڈیر پر امریکی پرچم کیوں لہراتا رہا۔ 1990ء کی دہائی میں ایک اجڑی پچڑی سی پٹی دوست ملک ابوظہبی کے دوست حکمرانوں کے حوالے کی گئی جو شکار کھیلنے اس علاقے میں آتے رہتے تھے۔ انہوں نے اس پٹی کو ایک باضابطہ ہوائی اڈے میں بدلا جہاں طیارے لینڈ کر سکتے تھے۔ مائن الیون کے بعد امریکہ نے ایک فہرست مطالبات کی بنا کر ہمارے کمانڈو صدر سے رابطہ قائم کیا جس نے کسی دلیل تاویل کے بغیر سرِ تسلیم خم کر دیا۔

ابوظہبی کی اجازت سے پاکستان نے 20 اکتوبر 2001ء کو شمسی ائربیس امریکیوں کے حوالے کر دیا۔ اس کے بعد کی کہانی کا ہر ورق سات سمندر پار سے آئے امریکیوں نے خود لکھا۔ کوئی نہیں جانتا کہ یہاں سے کتنے طیارے اڑے اور افغانستان کی کن کن بستیوں کو نشانہ بنایا۔ کوئی نہیں جانتا کہ یہاں خیمہ زن امریکی ایئر فورس، سی آئی اے اور بلیک واٹرز کہاں کہاں کس قسم کے کھیل کھیلتے رہے۔ کوئی نہیں جانتا کہ یہاں سے فی الحقیقت کتنے ڈرونز

نے پرواز کی قبائلی علاقوں کے کتنے گھروں کو پیوند زمین کر دیا۔ کوئی نہیں جانتا کہ یہاں سے اڑنے والے جاسوس طیارے پاکستان کی کن کن حساس تنصیبات میں تاک جھانک کرتے رہے۔ ہم زیاں کار تو ان کم نصیبوں کے گوشوارے بھی مرتب نہیں کر سکے جو شمسی ائیر بیس سے اڑنے والی خوں آشام مشینوں کا لقمہ ہو گئے۔ ستمبر 2002ء میں مائن الیون کی پہلی برسی یا سالگرہ کے موقع پر، امریکی سینٹرل کمانڈ کے سربراہ جنرل نامی فرانکس نے باضابطہ طور پر پاکستان کی خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے بتایا تھا کہ ... ''ہم نے پاکستان کی سرزمین سے افغانستان پر 57800 حملے کئے، ہمیں پاکستان روزانہ اوسطاً چار لاکھ لیٹر پیٹرول فراہم کرتا رہا۔ ہمیں پانچ ہوائی اڈے استعمال کرنے کی اجازت تھی لیکن ہنگامی صورتحال میں ہم کوئی بھی ہوائی اڈہ استعمال کر سکتے تھے۔ پسنی کی بندرگاہ ہمارے استعمال میں تھی۔ ہم نے پہلے سال کوئی آٹھ ہزار میرین، 330 بھاری گاڑیاں اور 350 ٹن گولہ بارود افغانستان پہنچایا ...''

18 جون 2004ء کو شمسی ائیر بیس سے اڑنے والے ڈرون نے وانا پر پہلا میزائل گرایا۔ یہی وہ حملہ تھا جس میں نیک محمد اور پانچ دیگر افراد جاں بحق ہو گئے۔ تب کوئی نہ جان پایا کہ یہ سب کیا تھا۔ کسی حکومتی اور فوجی ذریعے نے نہیں بتایا کہ یہ ڈرون حملہ تھا۔ احتجاج تو کجا کسی نے قوم کے کانوں میں بھنک تک نہ پڑنے دی کہ مشرف نے امریکیوں کو اس طرح کے حملوں کی اجازت دے دی اور یہ حملے خود ہماری سرزمین پر واقع شمسی ہوائی اڈے کے ذریعے ہوں گے۔ بے حسی کا ایک حیا باختہ باب کھل گیا۔ اگلے برس 2005ء میں دو، 2006ء میں دو اور 2007ء میں چار ڈرون حملے ہوئے۔ 2008ء کے پہلے تین مہینوں میں، موجودہ حکومت کے اقتدار سنبھالنے سے پہلے تین مزید حملے ہوئے۔ اپریل 2008ء میں پیپلز پارٹی کے پرچم تلے جمہوری حکومت کا سفر شروع ہوا۔ غالباً یہ این آر او سے جڑی کسی خفیہ مفاہمت کا اثر تھا کہ امریکی وحشت بے لگام ہو گئی۔ وکی لیکس کا یہ انکشاف بھی ذہن میں رکھیے کہ ہمارے وزیر اعظم نے امریکی سفیر سے کہا ''آپ ڈرون حملے کرتے رہیے، ہم بظاہر احتجاج کریں گے اور پھر منہ دوسری طرف پھیر لیں گے۔

''پیپلز پارٹی کی حکومت قائم ہونے کے بعد 2008ء کے صرف آٹھ ماہ میں 30، 2009ء میں 53، 2010ء میں 118 اور 2011ء میں اب تک 70 حملے ہو چکے ہیں۔ موجودہ حکومت کے برسر اقتدار آنے سے

پہلے، اپریل 2004 سے مارچ 2011 تک، چار برس کے دوران 12 ڈرون حملے ہوئے جن میں 151 افراد نشانہ بنے۔ پیپلز پارٹی کی حکومت کے قیام کے بعد مئی 2008 سے دسمبر 2011 تک ساڑھے تین برس کے دوران، 271 ڈرون حملوں میں 2529 افراد لقمہ اجل ہو گئے۔

امریکیوں کی خالی کردہ شمسی ائیر بیس پر پاکستانی پرچم لہرانے اور اسے فتح عظیم سے عبارت کرنے والوں پر واجب نہیں کہ وہ رسوائیوں میں لپٹی اس شرمناک کہانی پر بھی کچھ روشنی ڈالیں جو دس برس تک ہمارے ہم وطنوں کا لہو پیتی اور ہماری آزادی و خودمختاری کو روندتی رہی۔ سانحہ ایبٹ آباد کی تحقیقات کرنے والا کمیشن یا سپریم کورٹ آف پاکستان کسی کو کٹہرے میں کھڑا کر کے اس غارت گری کا جواب مانگ سکتے ہیں؟ کیا عزت مآب جسٹس جاوید ملک اور عالی مرتبت جسٹس افتخار محمد چوہدری، پرویز مشرف نامی شخص سے استفسار کر سکتے ہیں کہ تم نے کس طرح پاکستان کے ہوائی اڈے امریکی لشکروں کی تحویل میں دے دیئے تھے اور کیوں کر انہیں ایسی خوں آشامی کی اجازت دے دی تھی کہ ان کے ڈرون ہماری سرزمین سے، ہمارا پیٹرول ٹینکوں میں بھر کے ہماری بستیوں پر حملے کریں اور ہمارے معصوم شہریوں کے پرخچے اڑاتے رہیں۔ کیا جرنیل، وردی اتر جانے کے بعد بھی آئین کی دسترس اور قانون کی پہنچ سے کوسوں دور رہتا ہے۔

ایک امریکی ڈرون RQ-170 طیارہ جانے کہاں سے اڑتا ہوا ایرانی فضائی حدود میں جا نکلا۔ ایرانی فضائیہ نے اسے دبوچ لیا۔ اب وہ ڈرون ایرانیوں کے قبضے میں ہے۔ ایران کی نیشنل سکیورٹی پارلیمانی کمیٹی نے سربراہ پرویز سروری کا کہنا ہے کہ ''ہمارے انجینئرز نے امریکی ڈرون کے سافٹ ویئر کو پالیا ہے اور وہ اس کا کوڈ کھولنے کے بہت قریب پہنچ چکے ہیں۔ ہم جلد ہی اس ٹیکنالوجی کے ذریعے اپنے ڈرون بنانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔'' ایرانی صدر اور وزیر دفاع نے صدر اوباما کی درخواست مسترد کرتے ہوئے کہا ہے کہ ''اب یہ طیارہ ہماری ملکیت ہے۔ پہلے معافی مانگو، پھر کوئی اور بات کرو۔'' ایسی ہوتی ہیں قومیں جنہیں اعزاز و افتخار زیب دیتا ہے۔

دس برس سے ہمارے حکمران اور ہمارے فیصلہ ساز ہمیں سمجھا رہے کہ یہ امریکا کی نہیں، ہماری اپنی جنگ ہے۔ دس برس سے لاحاصل کی صلیب پر لٹکی قوم دہائی دے رہی ہے کہ خدا کے لیے اس بے ننگ و نام کھیل سے نکلنے کی کوئی تدبیر نکالو۔ اکتوبر 2008، میں پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس نے ایک متفقہ قرارداد کے ذریعے بھی اسی عزم کا اظہار کیا۔

قومی سلامتی کی ایک پارلیمانی کمیٹی بنی۔ اس کمیٹی نے اپریل 2009ء میں خصوصی سفارشات پیش کرتے ہوئے کہا کہ وار آن ٹیرر اور امریکہ سے غیر مشروط تعاون کا از سر نو جائزہ لینا چاہیے۔ کسی نے قرارداد کو اہمیت دی نہ کمیٹی کی سفارشات کو۔ اب اڑھائی برس بعد وہی پارلیمانی کمیٹی محو اجلاس ہے۔ ادھر سفیروں کی کانفرنس نے کم و بیش وہی بات کہی ہے جو اپریل 2008ء میں پارلیمنٹ نے کہی تھی۔ اس صورتحال پر غور کیجیے کہ ہمارے ہاں فیصلہ سازی کا عمل کس آشوب کا شکار ہے۔ کیا خارجہ پالیسی کو قومی مفادات سے ہم آہنگ کرنے کے لیے ہمیں صرف سلالہ چیک پوسٹ پر حملے کا انتظار تھا؟

ڈرون مار گرانے، 2 مئی کے شب خون کا جواب نہ دینے اور سلالہ پر حملے کا ردعمل نہ دکھانے کا جواز یہ دیا گیا کہ اس سے کھلی جنگ چھڑ جاتی۔ دلیل قابل فہم ہے۔ میری چشم تصور میں شمسی ائیر بیس پر پاکستانی پرچم لہرا رہا ہے اور میرے ذہن میں اس سوال کی خلش تیز ہو رہی ہے کہ اگر امریکہ ہماری ڈیڈ لائن کے مطابق شمسی ائیر بیس خالی کرنے سے انکار کر دیتا تو ہمارا ردعمل کیا ہوتا؟ بات چل ہی نکلی ہے تو کسی کو یہ بھی بتا دینا چاہیے کہ جیکب آباد کے شہباز ائیر بیس کی حقیقت کیا ہے؟ کیا وہاں امریکی موجود ہیں یا نہیں؟

☆ اپنی کوئی ملک نہ املاک سمجھتا ☆

حضرت ربیع بن خثیم مشہور تابعی ہیں، ان کے زہد و تقویٰ اور دنیا سے بے رغبتی کے یادگار واقعات تاریخ کی کتابوں میں بکثرت پائے جاتے ہیں، ایک مرتبہ ان پر فالج کا حملہ ہوا، صاحب فراش ہو گئے، انسان بیمار ہوتو خواہشات کا تخیل ہرا ہو جاتا ہے، انہیں مرغی کے گوشت کھانے کی خواہش ہوئی، چالیس دن تک اس کا اظہار نہیں کیا، اس کے بعد بیوی سے کہہ دیا، انہوں نے مرغی منگوائی، عمدہ پکائی، آپ کے سامنے پیش کی، ابھی آپ نے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ دروازے سے فقیر نے خیرات کی صدا لگائی، آپ نے ہاتھ کھینچ لیا، بیوی سے فرمایا: ''یہ فقیر کو دے آؤ'' بیوی نے کہا ''میں فقیر کو اس سے بہتر چیز دے آتی ہوں'' فرمایا: ''وہ کیا؟'' کہنے لگیں: ''اس کی قیمت'' فرمایا: ''یہ کھانا اور قیمت دونوں اس فقیر سائل کو دے آؤ'' (صفۃ الصفوۃ)

یہ تھے خواہشات کے کچلنے والے اصحاب بلند ذوق و فکر، ہوس چھپ چھپ کر ان کے سینوں میں تصویریں کہاں بناتی تھی؟ انیس نے خوب کہا ہے

امید نہیں جینے کی یہاں صبح تا شام ہستی کو یہ سمجھو کہ ہے خورشید لب بام
یہاں کام کرو ایسا جو آئے وہاں کام آجائے خدا جانے کب موت کا پیغام
اپنی کوئی ملک نہ املاک سمجھتا ہونا ہے تمہیں خاک سب خاک سمجھتا

دل پانی سے بھرا ہوا برتن ہوتا ہے اور خواہشات اس پر بلبلوں کی طرح ہیں

رضائے حق

کنول (ر) جمیلہ نظیر احمد

ہمارے یہاں ایک تصور پایا جاتا ہے کہ غیر مسلم شخصیات نے سائنسی ایجادات کے ذریعہ سے انسانیت کی بہت بڑی خدمت کی ہے جس کی نظیر تاریخ اسلام میں نہیں ملتی۔ لہٰذا وہ لوگ جنہوں نے فلاح انسانی کے بیش بہا کام کیے ہوں اگر چہ وہ غیر مسلم ہی ہوں جنت سے محروم کیسے رہ سکتے ہیں۔ اس تصور کی تعمیر میں عام طور پر سائنسی علوم جن میں خصوصیت کے ساتھ علم طب، فارمیسی، فزکس، کیمسٹری وغیرہ کو بنیاد مانا جاتا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ لوئی پاسچر نے ملیریا کا علاج اور بیماری کی وجہ دریافت کی اسی طرح اس نے پاگل کتے کے کاٹے کی ویکسین ایجاد کی اور اس کے علاوہ بہت سی کامیابیاں حاصل کیں جن سے بنی نوع انسان قیامت تک مستفید ہوتی رہے گی، لہٰذا اس کی خدمات ان لوگوں سے زیادہ ہیں جو مشرف بہ اسلام ہیں اور ایسا کوئی کام نہیں کر سکے۔ ایسی ہی مثالیں لوگ ان موجدین کی دیتے ہیں جنہوں نے ہوائی جہاز، ٹرین اور بسیں ایجاد کیں اور مواصلات کے ذرائع ایجاد کیے جن سے نہ صرف غیر مسلم بلکہ مسلمانوں کو بھی فائدہ ہوا اور حج و عمرہ جیسی عبادات ہمارے لیے آسان ہوئیں۔ ایسا تصور بالکل غلط ہے کیوں کہ ایک شخص جو اپنی ابتدائی ذمہ داریاں نبھانے میں ناکام رہا ہو اسے اخروی کامیابی کیسے حاصل ہو سکتی ہے۔

عزیزان گرامی! اس میں کوئی شبہ نہیں ہونا چاہیے کہ اگر ہمارے اعمال کے پیچھے رضائے الٰہی کی نیت شامل نہ ہو تو ایسے اعمال رد کر دیئے جائیں گے۔ ایک مومن کا اٹھنا بیٹھنا، سونا، اوڑھنا، بچھونا اور جینا مرنا سب اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی خوشنودی اور اس کی رضا کے علاوہ نہیں ہوتا۔ قرآن کریم میں جگہ جگہ اس امر کی نشاندہی کر دی گئی ہے اور لاتعداد مقامات پر عبادات کا مرکز اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی ذات اور اس کی رضا کو رکھا گیا ہے۔ سورہ آل عمران میں فرمایا گیا: وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا (۱۴۵) (ترجمہ) اور جو شخص دنیاوی نتیجہ چاہتا ہے تو ہم اس کو دنیا کا حصہ دے دیتے ہیں اور جو شخص اخروی نتیجہ چاہتا ہے تو ہم اس کو آخرت کا حصہ دیں گے۔

پڑوسی کو اگر کوئی نعمت ملے اس کو مبارک باد دو۔ (الحدیث)

قرآن کریم میں واضح ارشاد ہے کہ اپنے اعمال میں ریاکاری نہ کرو۔ بڑے سے بڑا عمل جس میں ریاکاری شامل ہو وہ چوں کہ خواہش نفسی کی تسکین کا تابع ہے لہٰذا اللہ کے نزدیک مقبول نہیں۔ حتیٰ کہ جہاد فی سبیل اللہ اور شہادت بھی اگر رضائے الٰہی کے لیے خالص ہے تو پھر مقبول ہے ورنہ ایسے اعمال کی اللہ کو ضرورت نہیں۔ تقویٰ، رضائے حق اور خشیت الٰہی عبادات کی بنیاد نہ ہو تو ایسی عبادات کا کوئی فائدہ نہیں۔

اگر کوئی شخص کافر ہے اور اللہ کے نظام اسلام، سلسلۂ انبیاء اور روزِ محشر کی حقیقت سے انکاری ہے تو اس کے اعمال کے پیچھے رضائے الٰہی بالکل نہیں اس کے اچھے کام دنیوی فائدہ کے لیے اور اپنی ذات کی تسکین کے لیے ہوں گے۔ لہٰذا اللہ کے نزدیک ان عبادات کی کوئی حیثیت نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے منکرین اور مشرکین کے لیے عذاب عظیم تیار کر رکھا ہے اور وہ اس سے بچ نہیں سکتے۔ لہٰذا انسانی فلاح کے کام کی آڑ میں اللہ کے وعدہ کو نہیں جھٹلایا جا سکتا۔ لوگوں میں یہ تصور بڑا عام ہے کہ غیر مسلمین نوع انسان کی فلاح کے لیے کثیر رقم خرچ کرتے ہیں لہٰذا وہ اجر سے محروم کیسے رہ سکتے ہیں۔ ایسا تصور بالکل غلط ہے اور یہ نظام اسلام کے متوازی ایک نظام کھڑا کرنے کے مترادف ہے۔ ذرا سوچیے! اگر کوئی نظام سود کا پروردہ ہو تو حلال کیسے ہو سکتا ہے۔ سود خور تو اللہ سے حالتِ جنگ میں ہے۔ کسبِ حلال اگر نہیں ہے تو اس میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کرنا بے کار ہے۔

غزوۂ اُحد کے موقع پر بے سروسامانی کا یہ عالم تھا کہ شہدائے احد کو جب دفن کرنے کا مرحلہ آیا تو کفن کے لیے کپڑے ناکافی تھے۔ شہداء کو اجتماعی قبروں میں دفن کیا گیا۔

سیّد الشہداء امیر حمزہؓ کو ان کے بھانجے حضرت عبداللہ بن جحشؓ کے ساتھ ایک ہی قبر میں اتارا گیا۔ حتیٰ کہ کفن سے اگر سر ڈھانپتے تو پاؤں ننگے ہو جاتے اور پاؤں ڈھانپتے تو سر کھل جاتا۔ بالآخر سر ڈھانپے گئے اور پاؤں پر اذخر کی گھاس ڈالی گئی اور تدفین کر دی گئی۔ رسول اللہ ﷺ دریافت فرماتے کہ دونوں شہداء میں سے قرآن کے زیادہ حفظ ہے۔ جسے زیادہ حفظ ہوتا اسے آگے یعنی قبلہ رخ کر کے اور دوسرے شہید کو ان کے پیچھے کر کے دفن کر دیا گیا۔ جب اُحد روانگی کا مرحلہ آیا تو بسیار کوشش زیادہ سامان حرب میسّر نہ ہو سکا۔ لشکرِ اسلام جب ثنیۃ الوداع کی گھاٹی کے قریب سے گزرا تو ایک مختصر سا لشکر جو جنگی سامان سے از حد آراستہ اور گھوڑوں پہ استوار سامنے آ گیا اور لشکرِ اسلام میں شامل ہونے کی استدعا کی۔ آپ ﷺ نے پوچھا یہ لوگ کون

ہیں اور کیوں ہمارا ساتھ دینا چاہتے ہیں۔ عرض کیا گیا کہ یہ مدینہ کے یہودی ہیں اور ان کا ایک انصاری قبیلہ جو مسلمان ہو چکا ہے اور اس کے افراد جہاد پر جا رہے ہیں، اس سے دفاع باہمی کا معاہدہ چلا آ رہا ہے اور یہودی ان کی حفاظت کرنے کے پابند ہیں۔

اور چوں کہ وہ اُحد کی لڑائی کے لیے روانہ ہو رہے ہیں تو یہودیوں کو بھی اجازت دی جائے کہ وہ انصار کے شانہ بشانہ لڑیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم جن کی حفاظت کو آئے ہو وہ اللہ کی پناہ میں ہیں اور انہیں موت کا کوئی ڈر نہیں۔ اگر تم چاہتے ہو کہ ہمارے لشکر کا حصہ بنو تو اسلام قبول کرلو۔ یہودی اسلام لانے پہ آمادہ نہ ہوئے لہٰذا انہیں شامل نہ کیا گیا۔ اس کے باوجود ایک یہودی جس کا نام قُزمان تھا نظر بچا کے لشکرِ اسلام میں شامل ہو گیا اور کسی کو اس کا پتہ نہ چلا ورنہ اسے منع کر دیا جاتا۔

مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوریؒ اپنی تصنیف ''الرحیق المختوم'' میں لکھتے ہیں کہ غار کے تقریباً سینتیس مقتولوں میں سے نو یا دس قزمان کے ہاتھوں قتل ہوئے۔ قزمان اس قدر بہادری سے لڑا کہ لوگ عش عش کر اٹھے۔ جب لشکرِ اسلام کی واپسی ہوئی تو صحابہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کیا قزمان کے لیے جنت واجب ہو گئی اور اسے غازی کا درجہ حاصل ہوا۔ کیا اس کا عمل مقبول ہوا تو رسول ﷺ نے فرمایا ہرگز نہیں۔ قزمان کی جنگ ہماری جنگ سے مختلف ہے۔ وہ تعلق نبھا رہا تھا، اس کا عمل اللہ کی رضا کے لیے ہرگز نہ تھا۔ لہٰذا اس کا آخرت میں کوئی حصہ نہ ہوگا۔

عزیزانِ گرامی! مسلمان کا عمل اس کی نیت یعنی رضائے الٰہی کے باعث عمدہ ہے۔ لہٰذا اِدھر اُدھر کی ٹھوکریں کھانے اور اپنی انا کی تسکین اور شہرت و نفع کی غرض سے کیے گئے اعمال اگرچہ وہ مقدار میں کتنے ہی زیادہ پُراثر ہوں وہ ایک مردِ مومن کا ادنیٰ سے ادنیٰ عمل جو خالصتاً رضائے حق کے لیے ادا کیا گیا ہو کا کیا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ سورہ آلِ عمران میں فرمایا گیا:

اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ كَمَنْۢ بَآءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰهُ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ (۱۶۲) (ترجمہ) ''سو کیا شخص جو کہ رضائے حق کا تابع ہو کیا وہ اس شخص کے مثل ہو جائے گا جو کہ غضب الٰہی کا مستحق ہو اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہو۔ وہ جانے کی بُری جگہ ہے'' ایک مومن جب رضائے حق میں عملِ صالح کرتا ہے ساتھ ہی دعا کرتا ہے اور امیدوار بن جاتا ہے کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اس کے عمل کو قبول کرے۔ یک طرفہ اعمال جس کے پیچھے رضائے حق کا قصد نہ ہو اور نہ ہی ایسی کوئی نیت ہو بے معنی ہیں۔

اللہ تعالیٰ خوب جانتے ہیں کہ کس امر میں تمہارے لیے بہتری ہے۔ (القرآن)

محترم اشرف صبوحی صاحب کے فرزند جناب حبیب اشرف کی یاد میں

جب والد صاحب (اشرف صبوحی) ہمدرد فیکٹری کے منیجر تھے تو فیکٹری میں مزدوروں کی اصلاح کے لیے مختلف قسم کے سلوگن لکھوائے گئے تھے تا کہ مزدور محنت سے کام کریں اور ان کی اخلاقی تربیت بھی ہو سکے۔ ایک سلوگن یہ بھی تھا کہ نوکری دینا ہمارا کام ہے اور ترقی کرنا آپ کا کام ہے۔ کسی منچلے نے ترقی کی ،ت، کو مٹا دیا اور چھوٹی ،ی، کو بڑی ،ے، میں تبدیل کر دیا۔ اب فقرہ یہ بن گیا تھا نوکری دینا ہمارا کام ہے اور تے کرنا آپ کا کام ہے۔ یہ فقرہ والد صاحب اکثر سنایا کرتے تھے۔ حکیم سعید صاحب جب بھٹو صاحب کے کہنے پر قومی اسمبلی کے الیکشن کے لیے کھڑے ہوئے تو کراچی کی اکثریت نے حکیم صاحب کی مخالفت کی۔ ہمدرد فیکٹری کی دیواروں پر مختلف قسم کے نعرے حکیم صاحب اور پیپلز پارٹی کی مخالفت میں لکھے ہوئے تھے۔ والد صاحب ان دنوں اتفاق سے کراچی گئے ہوئے تھے انہوں نے واپس آ کر بتایا کہ ایک نعرہ بڑا دلچسپ لکھا تھا۔ ہمدرد میں بواسیر کا علاج تلوار سے کیا جاتا ہے۔ چونکہ حکیم صاحب اور پیپلز پارٹی کا نشان تلوار تھا۔ اس نسبت سے یہ نعرہ لکھا گیا تھا۔

روح افزا فیکٹری میں ہر شعبے پر اس کے نام سے متعلقہ نیم پلیٹ لکھی ہوتی ہے، اتفاق سے اکاؤنٹس ڈیپارٹمنٹ کے بالکل سامنے باتھ روم تھا۔ والد صاحب نے دیکھا کہ اکاؤنٹس ڈیپارٹمنٹ پر شعبہ حساب کی نیم پلیٹ لگی ہوئی ہے۔ اس کے سامنے چونکہ باتھ روم تھا، تو کہنے لگے اس پر شعبہ پیشاب، کی نیم پلیٹ لگا دو۔ ہمدرد میں آنے سے پہلے والد صاحب پوسٹ آفس میں تھے یہ واقعہ پاکستان سے پہلے کا ہے۔ ایک روز ڈاک خانے میں ایک آفیسر جو انگریز تھا، معائنے کے لیے آیا۔ اتفاق سے ایک ملازم انگریز آفیسر کے سامنے دفتر میں دیر سے پہنچا۔ انگریز آفیسر نے والد صاحب سے کہا کہ اس کارکن کی explanation call کر کے مجھے بھیجیں کہ یہ دیر سے کیوں آیا ہے۔ والد صاحب نے اس انگریز افسر کے جانے کے بعد اس کارکن سے پوچھا کہ تم دیر سے کیوں آئے تھے۔ اس نے بتایا کہ چونکہ وہ ٹرین سے

دشمن سے ہمیشہ بچو، لیکن دوست سے اس وقت جب وہ تمہاری تعریف کرنے لگے (حضرت امام احمد بن حنبلؒ)

آتا ہے اور ٹرین مس ہوگئی تھی اسی وجہ سے مجھے دیر ہوگئی۔ اس نے والد صاحب سے کہا کہ آپ انگریزی میں یہی وجہ لکھ دیں میں اپنے دستخطوں سے پیش کردوں گا۔ والد صاحب کو شرارت سوجھی۔ اس سے کہا کہ یہ عبارت لکھوادو۔ I was late due to miscarriage. misescarriage کا مطلب ساقط حمل ہوتا ہے جب یہ لکھا ہوا انگریز افسر کے پاس گیا تو وہ پریشان ہوگیا۔ اس نے متعلقہ ملازم کو بلایا اور پوچھا کہ آپ کو (misscarriage) کس طرح ہوگیا؟ اس نے بتایا کہ یہ سبوحی صاحب نے لکھوایا تھا۔ اس پر انگریز افسر بہت محظوظ ہوا۔ ایک خاتون ہمارے قریبی عزیزوں میں سے تھیں۔ ان کا تکیہ کلام، جی، تھا۔ ہر بات میں، جی، کہتی تھیں۔ ایک روز کافی عرصے بعد آئیں۔ والد صاحب نے پوچھا کہ اتنے دنوں بعد کیوں آئی ہو؟ وہ کہنے لگی۔ جی، میں نے دوسری جگہ مکان تبدیل کرلیا ہے۔ اب میں شہر سے دور چلی گئی ہوں اور ماڈل ٹاؤن میں، جی، بلاک میں مکان بنوالیا ہے والد صاحب کہنے لگے کہ تمہیں مکان بھی ملا تو، جی، بلاک میں۔ اور تمہارا تکیہ کلام بھی، جی، ہے۔ ایک بار حکیم سعید صاحب نے سپریم کورٹ کے ایک جج سے کسی مسئلے کے سلسلے میں کہا، لیکن انہوں نے اس کا کوئی تسلی بخش جواب نہیں دیا۔ حکیم صاحب نے والد صاحب کی ڈیوٹی لگا دی کہ آپ جائیں اور اس مسئلے کو حل کریں۔ والد صاحب کی چونکہ بیمائی ختم ہو چکی تھی اس وجہ سے ایک معاون سردار صدیقی صاحب موجود وہ زونل منیجر ہمدرد کی رہنمائی میں جسٹس صاحب کے گھر گئے۔ جب جسٹس صاحب کو پتا چلا کہ سبوحی صاحب آئے ہیں تو دروازے پر پہنچے اور کہا کہ آپ نے اس معذوری کے باوجود آنے کی کیوں زحمت کی، والد صاحب نے کہا کہ اگر یہ اندھا محتاج آپ کے در پر آہی گیا ہے تو خالی ہاتھ نہ جائے۔ جسٹس صاحب نے کہا کہ آپ کیوں شرمندہ کر رہے ہیں۔ کام بتائیں جب ان کو مسئلہ بتایا انہوں نے فوراً وہ مسئلہ حل کر دیا۔ کوثر نیازی صاحب نے ایک دفعہ حکیم سعید صاحب اور چند لوگوں کو گوالمنڈی میں تکہ کباب کی دعوت دی۔ دعوت جس دکان میں تھی اس کا فرش نکڑ کا تھا۔ جب کوئی اس پر چلتا تھا تو اس کا فرش ہلتا تھا۔ چھت پر جو پنکھا لگا ہوا تھا، اس میں سے بھی کافی آوازیں آرہی تھیں۔ تھوڑی دیر بعد تکہ کباب گردے وغیرہ میز پر آگئے۔ والد صاحب نے کوثر نیازی صاحب سے کہا کہ نیازی صاحب آپ تو عالم دین ہیں۔ آپ یہ بتائیں کہ جو یہ پنکھا چل رہا

ہے قرآن شریف کی کونسی آیت تلاوت کر رہا ہے۔ نیازی صاحب نے کہا کہ میرے علم میں تو نہیں ہے۔ اگر آپ اس کی زبان سمجھتے ہیں تو بتائیں۔ والد صاحب نے کہا کہ اس وقت پنکھا اذا زلزلت الارض زلزالھا۔ کی آیت پڑھ رہا ہے جس کا ترجمہ ہے جب قیامت کے روز زلزلے سے زمین کو ہلا دیا جائے گا اور زمین اپنے تمام ذخائر کو اگل دے گی۔ چونکہ لکڑی کا فرش ہونے کی وجہ سے جب کوئی چلتا تھا تو زلزلے کی کیفیت معلوم ہوتی تھی۔ اور میز پر جو کھانے کی چیزیں رکھی ہوئی تھیں ان کو ذخائر سے تعبیر کیا۔ اس موقع پر لوگ بہت محظوظ ہوئے۔ والد صاحب ایک دفعہ کسی کام سے ایک سرکاری محکمے میں گئے۔ وہاں کے افسر اعلیٰ نے کہا کہ آپ کل تشریف لائیں۔ چنانچہ دوسرے روز والد صاحب گئے تو پھر وہ کہنے لگا کہ آپ کل تشریف لائیں۔ والد صاحب نے کہا کہ بچپن میں جب ہم قاعدہ پڑھتے تھے تو اس میں فقرہ پڑھتے تھے۔ اب جا۔ کل آ۔ ڈرمت، جب ہم نے عملی زندگی میں قدم رکھا تو اس فقرے کی اہمیت کا پتا چلا۔ جس دفتر میں بھی کام سے جائیں وہاں یہی فقرہ سننے کو ملتا ہے کہ کل آئیں ڈریں مت کوئی کھا نہیں جائے گا۔ یہ سن کر افسر شرمندہ ہوا اور اس نے اسی روز کام کر دیا۔ والد صاحب نے سنایا کہ دہلی کی جامع مسجد میں جمعۃ الوداع پر نمازیوں کا کافی رش تھا۔ دور دور سے لوگ نماز پڑھنے آئے ہوئے تھے۔ سائے کا کوئی خاص انتظام نہیں تھا۔ جب جماعت کھڑی ہوئی تو فرش دھوپ کی وجہ سے سخت گرم ہو رہا تھا۔ اوپر سے دھوپ کی گرمی نیچے سے فرش گرم۔ پیر سخت تپ رہے تھے۔ ایک دیہاتی سے صبر نہیں ہو رہا تھا، جب مولوی صاحب رکوع کے بعد کھڑے ہوئے تو، ربنا لک الحمد، کہا۔ جب آواز گونجی تو مولوی صاحب کی آواز، ربنا لک الحم سنائی دی دیہاتی نے فوراً کہا چھاؤں میں کھڑے تم اور دھوپ میں مریں ہم۔

بعد میں انتظامیہ نے دریوں اور سائے وغیرہ کا انتظام کر دیا۔ والد صاحب نے سنایا کہ ایک مولوی صاحب نے نماز کے لیے نیت باندھی سامنے باورچی خانے میں دودھ رکھا ہوا تھا گھر والے اپنے کام میں مصروف تھے، بلی دبے پاؤں دودھ کی طرف آنے لگی، مولوی صاحب نے سوچا کہ میں ایسا طریقہ اختیار کروں کہ بلی بھی بھاگ جائے، میری نیت بھی نہ ٹوٹے اور گھر والے بھی متوجہ ہو جائیں۔ مولوی صاحب نے کہا "الحمد للہ رب "بل" بہت زور سے کہا بلی سمجھی کہ مجھے کہا ہے گھر والے بھی متوجہ ہوئے جب مولوی صاحب نے دیکھا کہ خطرہ ٹل گیا ہے اور بلی بھاگ گئی ہے تو انہوں نے "بل العالمین" سے آگے پڑھنا شروع کر دیا۔ ☆☆☆

جس کا باطن اس کے ظاہر سے اچھا ہے وہ اللہ کا ولی ہے

مجھے بیٹا چاہیے بس!

سلیم رؤف

قسط 2

ردا بہن! اب تمہارے پاس اس لیے آئی ہوں کہ تمہیں تو اللہ تعالیٰ نے دین کی کافی سمجھ عطا کر رکھی ہے۔ مجھے قرآن وسنت کی روشنی میں صرف اتنا بتا دو کہ کیا واقعی میں قصوروار ہوں کہ میں نے ایک بیٹی کو جنم دیا اور کیا میں اسی سلوک کی مستحق تھی.....؟

"حمنہ بہن! تمہاری باتیں سن کر میرا تو کلیجہ پھٹا جا رہا ہے..... اتنا ظلم..... اتنی جہالت.....اور ری یہ بات کہ تم کتنی قصوروار ہو..... تو سنو! میں تمہیں سورۃ الشوریٰ کی صرف دو آیات سناتی ہوں، دیکھنا اللہ کا قرآن کیسے خوبصورت طریقے سے تمہاری صفائی پیش کرتا ہے۔

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ۝ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ۝ (۴۹:۵۰)

اللہ ہی کے لیے ہے بادشاہی آسمانوں کی اور زمین کی۔ وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ جسے چاہے لڑکیاں عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے لڑکے عطا کرتا ہے یا پھر لڑکے اور لڑکیاں ملا کر دیتا ہے اور جسے چاہے بانجھ کر دیتا ہے۔ بے شک وہ جاننے والا اور قدرت والا ہے۔ بہن! کاش مسلمان قرآن پاک سمجھ کر پڑھتے..... اللہ کی قسم! یہ دو آیات ہی کافی تھیں..... ان میں کئی ماؤں سے بڑھ کر پیار کرنے والے رب نے بیٹیوں کا ذکر پہلے کیا اور بیٹوں کا بعد میں..... بہن! دراصل یہ ساری نحوست کلام پاک اور نبی ﷺ کی تعلیمات سے دوری کی وجہ سے ہے ورنہ اولاد تو اللہ پاک کا بہت بڑا انعام ہے، اللہ بزرگ وبرتر کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ اس نے ہمیں اپنے ایک بندے یا بندی کی پرورش کی توفیق بخشی..... اور ہمیں یہ موقع فراہم کیا کہ ہم اپنے پیچھے دین اور دنیا کا جانشین چھوڑ کر جائیں..... بیٹی کی پیدائش پر بھی اس طرح خوشی منانی چاہیے جس طرح بیٹے کی پیدائش پر..... لڑکی ہو یا لڑکا دونوں ہی اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہیں۔

پھر اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ ہمارے حق میں لڑکا بہتر ہے یا لڑکی..... لڑکی کی پیدائش پر بُرا منانا ایک مسلمان کو کسی طرح زیب نہیں دیتا، یہ ناشکری ہے..... گھر میں بیٹی پیدا ہونے کو ذلت ومصیبت سمجھنا نہ صرف ناجائز بلکہ کفار کا فعل ہے..... اس لیے بیٹی کی پیدائش پر

زیادہ خوشی منانی چاہیے تا کہ اہل جاہلیت کے فعل کا رَدّ ہو..... بہن! قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کافروں کے متعلق فرماتے ہیں:

وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ۝ يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِي التُّرَابِ اَلَا سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۝ (النحل ۵۸:۵۹)

اور جب ان میں سے کسی کو بیٹی کی خوشخبری دی جاتی ہے تو اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے اور وہ غم سے بھر جاتا ہے۔ لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے اس بُری خبر کی وجہ سے جو اسے دی گئی (سوچتا ہے) کیا ذلت کے ساتھ بیٹی کو لیے رہے یا اسے مٹی میں دبا دے؟ آہ! کتنا بُرا فیصلہ ہے جو وہ کرتے ہیں۔

''ردا بہن! مگر آج تو بے شمار مسلمان بیٹی کی پیدائش پر اسی قسم کے تاثرات رکھتے ہیں''۔ ''ہاں حمنہ بہن! افسوس کی بات ہے قرآن میں ذکر ہوتا ہے یہودیوں، عیسائیوں، مشرکوں، کافروں اور منافقوں کے کرتوتوں کا مگر بدقسمتی سے آج ان کے اکثر طور طریقے ہم مسلمانوں میں پائے جاتے ہیں۔

''ردا بہن! ابھی تم نے کہا کہ وہ باپ سوچتا ہے کہ کیا اس بچی کو ذلت کی بنا پر لیے رہے یا مٹی میں دبا دے..... تو کیا لوگ پہلے بچیوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے''.....؟

''حمنہ بہن ہاں! زمانہ جاہلیت میں جب کسی کے گھر بیٹی پیدا ہوتی تو وہ اسے زندہ درگور کر دیتے اور زندہ درگور کرنے کا طریقہ یہ تھا کہ جب بچی چھٹے سال میں داخل ہوتی تو خوب نہلا دھلا کر..... بہترین چمکیلے کپڑے پہنا کر باہر جنگل میں لے جاتے، جہاں اس کام کے لیے پہلے سے ایک گڑھا کھودا آتے..... اور بچی کو گڑھے میں پھینک کر اوپر مٹی ڈال دی جاتی..... بعض ظالم بچی کو پانی میں ڈبو کر ہلاک کر دیتے اور بعض کسی پہاڑی پر لے جا کر نیچے گرا دیتے..... بہن! نبی ﷺ کے ایک صحابی حضرت قیسؓ ایک دن آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی ''یا رسول اللہ ﷺ جب سے میں اسلام لایا ہوں سخت پریشان رہتا ہوں..... وجہ یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت میں آٹھ بچیوں کو زندہ دفن کر چکا ہوں..... اب احساس ہوتا ہے کہ میں نے کتنے بڑے جرم کا ارتکاب کیا.....'' نبی کریم ﷺ نے تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ ''اسلام لانا پہلے کیے ہوئے گناہوں کو مٹا دیتا ہے''۔

بہن! اس سے اندازہ لگا لو کہ کیسا ظالمانہ سلوک ہوتا ہوگا ان بچیوں کے ساتھ..... اور کیا گزرتی ہوگی ان معصوموں پر..... جب انہیں والدین زندہ دفن کرنے لے جاتے ہوں

گے..... بلکہ ایک واقعہ تو ایسا ہے کہ جب بھی ذہن میں آتا ہے دل کانپ اٹھتا ہے اور آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔

ایک شخص نے ایک مرتبہ حضور ﷺ سے اپنے عہد جاہلیت کا یہ واقعہ بیان کیا کہ ''میری ایک بیٹی تھی جو مجھ سے بہت زیادہ پیار کرتی تھی۔ جب میں اس کو بلاتا وہ دوڑی دوڑی میرے پاس آتی۔ ایک روز میں نے اس کو بلایا اور اپنے ساتھ لے کر چل پڑا..... راستہ میں کنواں آیا..... میں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے کنویں میں دھکا دے دیا..... یا رسول اللہ ﷺ اس کی آخری آواز جو میرے کانوں میں پڑی..... وہ تھی..... بائے ابا..... بائے ابا..... یہ سن کر حضور ﷺ رو دیئے اور آپ ﷺ کے آنسو بہنے لگے..... حاضرین میں سے ایک نے کہا اے شخص تو نے حضور ﷺ کو غمگین کر دیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اسے مت روکو۔ جس چیز کا اسے احساس ہے اس کے بارے اسے سوال کرنے دو..... پھر آپ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ اپنا قصہ پھر بیان کرو۔ اس نے دوبارہ بیان کیا تو آپ ﷺ اس قدر روئے کہ آپ ﷺ کی داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا کہ جاہلیت میں جو کچھ ہوا، اللہ نے اسے معاف کر دیا۔ اب نئے سرے سے اپنی زندگی کا آغاز کرو۔''

''روا بہن! (دوپٹے سے آنسو پونچھتے ہوئے) اللہ تعالیٰ معاف فرمائے کیسا سنگدل دور تھا..... اور کیسے سنگدل لوگ تھے وہ..... تمہاری باتیں سن کر سوچ رہی ہوں کہ کتنے احسانات ہیں اسلام کے دنیا پر..... اور کتنے احسانات ہیں اسلام کے عورتوں پر..... مگر افسوس! آج بے شمار جاہل اور بے باک قسم کی عورتیں اسلام کے بارے میں طرح طرح کی گستاخ آمیز باتیں کرتی ہیں..... صبح شام ان کا یہی وظیفہ ہوتا ہے کہ اسلام نے ہمیں دیا کیا ہے.....؟ انہیں تو شرم آنی چاہیے..... کیا ان کو خبر نہیں کہ ہم عورتوں کو زندگی کی ضمانت صرف اور صرف اسلام نے دی ہے.....؟

''بہن! تمہیں تو معلوم ہوگا کہ یہ زندہ دفن کرنے والی ظالمانہ رسم کا آغاز کیسے ہوا..... یعنی یہ سنگدلانہ طریقہ رائج کیسے ہوا''.....؟

''محمنہ بہن! عہد جاہلیت میں کئی قبیح اور سنگدلانہ رسمیں رائج تھیں۔ جنہیں وہ بڑے کھلے دل و دماغ سے انجام دیا کرتے تھے۔ انہی غیر انسانی رسوم میں سے ایک یہ بھی تھی کہ وہ اپنی بیٹیوں کو زندہ درگور کر دیا کرتے۔ (جاری ہے)

والدین کی بد دعاؤں سے بچو کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہوتی ہیں

اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر رحم نہیں کرتا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔ (بخاری و مسلم)

نام شرف الدین، لقب مصلح، تخلص سعدی اور شیراز کو وطن ہونے کا شرف حاصل ہے۔ شیخ کے اشعار سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بچپن ہی میں یتیم ہو گئے۔ انہیں علم حاصل کرنے کا بڑا شوق تھا مگر اس وقت ایران اتری اور طوائف الملوکی کا شکار تھا۔ جنگوں کا سلسلہ جاری تھا چنانچہ انہوں نے ترکِ وطن کیا اور شیراز سے بغداد آ گئے۔ وہاں انہوں نے شہرہ آفاق دارالعلوم نظامیہ میں علم کی پیاس بجھائی۔ شیخ ابتدا ہی سے خوش بیانی اور حسنِ تقریر کے مالک تھے۔ وہ تعلیم سے فارغ ہوئے تو دفترِ کائنات کا مطالعہ کرنے کے لیے سیاحی پر کمربستہ ہو گئے۔

شیخ کی فصاحت و بلاغت کی شہرت ان کی زندگی ہی میں کئی ممالک میں ہو چکی تھی۔ ان کی کئی تصانیف ہیں جن میں گلستان اور بوستان عالمی شہرت کی حامل ہیں۔ ان کی مذکورہ کتب فصاحت و بلاغت، حسنِ بیان اور لطفِ ادا کے اعتبار سے فارسی ادب میں بے مثل ہیں۔ ان کی شہرہ آفاق تصنیف گلستان سے چند حکایات پیشِ خدمت ہیں۔

حکایت نمبر 1: سلطان محمود کے چند ملازمین نے حسن میمندی سے دریافت کیا کہ سلطان نے آج تجھ سے فلاں معاملہ کے بارے میں کیا گفتگو کی۔ اس نے کہا کہ تم سے بھی چھپی نہ ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ وہ آپ سے کچھ کہہ دیتے ہیں ہم جیسوں سے کہنا مناسب نہیں سمجھتے۔ اس نے کہا اسی بھروسے پر تو وہ کہہ دیتے ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ میں کسی کو نہ بتاؤں گا، پھر کیوں پوچھتے ہو۔

نہ ہر سخن کہ بر آید بگوید اہلِ شناخت
(بات کہنے والا ہر وہ بات نہیں کہہ دیتا ہے جو اس تک پہنچی)

سرِ شاہ سرِ خویشتن نشاید باخت
(شاہی راز کہہ کر اپنے سر کی بازی نہ ہارنی چاہیے)

حکایت نمبر 2: میں نے ایک بادشاہ کے بارے میں سنا کہ ایک رات وہ عیش و عشرت کر رہا تھا اور مستی کی انتہا میں کہتا تھا، ہمارے لیے دنیا میں اس وقت سے زیادہ اچھا کوئی وقت نہیں ہے اس لیے کہ نہ اچھے بُرے کا اندیشہ ہے اور نہ کسی کا غم ہے۔ ایک درویش سردی کے موسم میں باہر ننگا سویا ہوا تھا اس نے کہا ؎

اے آنکہ باقبالِ تو در عالم نیست
(اے وہ شخص جس کے اقبال کا ساد نیا میں کوئی نہیں)

گیرم کہ غمت نیست غمِ ما ہم نیست

(ہم نے مانا کہ تجھے اپنا کوئی غم نہیں ہے،
کیا ہمارا بھی غم نہیں ہے؟)

بادشاہ کو یہ بات پسند آئی اور ایک ہزار اشرفیوں کی تھیلی کھڑکی سے باہر نکالی اور کہا، اے درویش دامن پھیلا، درویش نے کہا کپڑے ہی نہیں ہیں دامن کہاں سے لاؤں۔ بادشاہ کو اس کی کمزور حالت پر اور زیادہ رحم آیا اور اس پر ایک خلعت کا اور اضافہ کر کے درویش کو دے دیا۔ درویش نے تھوڑی ہی مدت میں اس نقد و جنس کو کھالیا اور ضائع کر دیا اور پھر آ گیا ۔

قرار کف آزاد گاں نہ گیرد مال
(آزاد لوگوں کے ہاتھ میں مال نہیں ٹھہرتا ہے)
نہ صبر در دل عاشق نہ آب در غربال
(عاشق کے دل میں صبر نہ چھلنی میں پانی ٹھہرتا ہے)

لوگوں نے اس کی حالت بادشاہ سے بیان کی..... بادشاہ ناراض ہو گیا اور غصہ میں منہ پھیر لیا۔ یہی وجہ ہے کہ باخبر اور سمجھدار لوگوں نے کہا ہے کہ بادشاہوں کی تندی اور دبدبہ سے محتاط رہنا چاہیے کیوں کہ ان کی توجہ اکثر امور مملکت کے بڑے بڑے کاموں پہ لگی رہتی ہے اور وہ عام لوگوں کی بھیڑ کو برداشت نہیں کرتے۔

بادشاہ کا انعام و اکرام اس آدمی پر حرام ہو جاتا ہے جو فرصت کے موقع کا لحاظ نہ رکھے۔ جب تک تو پہلے سے بات کرنے کی گنجائش نہ دیکھ لے خواہ مخواہ بات کہہ کر اپنی قدر نہ گھٹا۔ بادشاہ نے کہا "اس بے حیا فضول خرچ کو یہاں سے نکال دو جس نے اس قدر دولت اتنی سی مدت میں ضائع کر دی۔ اس لیے کہ بیت المال کا خزانہ مساکین کا لقمہ ہے نہ کہ شیاطین کے بھائیوں کی خوراک"۔ وہ بے وقوف جو دن میں کافوری شمع جلائے عنقریب دیکھے گا کہ رات کو اس کے چراغ میں تیل نہ ہوگا۔

ایک خیر خواہ وزیر نے کہا، جناب! میں مناسب سمجھتا ہوں کہ ایسے لوگوں کے گزارے کے لیے وظیفہ مقرر کر دیا جائے تا کہ فضول خرچی نہ کریں مگر جیسا کہ جناب نے جھڑکنے اور منع کر دینے کا حکم صادر فرمایا ہے یہ ارباب ہمت کے شایان شان نہیں ہے کہ کسی کو ایک مرتبہ مہربانی کر کے امیدوار بنا دینا اور پھر ناامید کر کے خستہ حال کر دینا۔ دانا وں نے کہا ہے "اپنے اوپر لالچی کے لیے دروازہ نہ کھولنا چاہیے۔ جب کھل گیا تو سختی سے بند نہیں کیا جا سکتا"۔ قطعہ

کس نہ بیند کہ تشنگانِ حجاز
(یہ کوئی نہ دیکھے گا کہ حجاز کے پیاسے)
برلب آب شور گرد آیند
(کھارے پانی کے کنارے اکٹھے ہوں)
ہر کجا چشمہ بود شیریں
(جس جگہ میٹھے پانی کا چشمہ ہوگا)
مردم و مرغ و مور گرد آیند
(آدمی، پرند اور چیونٹیاں جمع ہو جائیں گی)

جھوٹی قسم اٹھانے کا انجام

مولانا سلیم سومرو

دوران سفر مولانا سلیم صاحب آف کنڈیارو سے۔ کافات عمل پر بات چیت ہوئی انہوں نے اپنے کچھ واقعات بیان کیے۔ انہوں نے ایک سچا واقعہ سنایا کہ کنڈیارو کے ایک گاؤں میں ایک صاحب رہتے تھے۔ انہوں نے کتیا پال رکھی تھی۔ متکبر اور ظالم طبیعت کے تھے۔ ایک دن انہیں اس پر غصہ آیا اس شخص نے کتیا کو رسی سے مضبوط باندھا اور ٹوکے سے پاؤں کی طرف سے کاٹنا شروع کیا اور پورے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ کتیا کی چیخیں عرش بریں پر پہنچیں۔ کچھ ہی دن گزرے تھے کہ تکبر سے جی ٹی روڈ پر سائیکل چلاتے ہوئے آرہا تھا کہ سڑک کے بالکل درمیان میں سائیکل جام ہوگئی۔ بڑی کوشش کی لیکن سائیکل نہ چلی۔ دوسری طرف سے ایک بڑا ٹرالر آرہا تھا اور اس سے بھی بریک نہ لگی اور وہ نیچے آگیا اور اس کے اتنے ٹکڑے ہوئے جتنے اس نے کتیا کے ٹکڑے کیے تھے۔

دوسرا واقعہ انہوں نے سنایا کہ کنڈیارو شہر کا واقعہ ہے ایک صاحب نے اپنے باپ کو اس لیے ڈانٹا کہ اس نے اس کا جوتا استعمال کیا تھا۔ یعنی کوئی تقریب تھی باپ اپنے بیٹے کا جوتا پہن کر چلا گیا۔ جب باپ گھر پر آیا تو بیٹا انتظار کر رہا تھا اور بڑی بدتمیزی سے پوچھا کہ بوڑھے میرا جوتا کیوں پہن کر گئے تھے۔ باپ نے ڈرتے ڈرتے کہا کہ تقریب پر جانا تھا اور میرے پاس اپنا جوتا کچھ اچھا نہیں تھا۔ بیٹا سمجھ کر آپ کا پہن کر چلا گیا۔ اس پر اس بیٹے نے باپ کو بہت بے عزت کیا۔ باپ کے دل سے آہ نکلی۔ مولانا فرمانے لگے کہ وہ باپ کسی بزرگ کے پاس گئے اور کہنے لگے کہ بیٹے نے بہت بے عزت کیا ہے تو وہ بزرگ فرمانے لگے کہ صبر کرو۔ کچھ دن بعد اطلاع ملی کہ بیٹا ٹرک کے نیچے آکر کچلا گیا۔

ایک جج نے اپنا واقعہ سنایا کہ میرے پاس ایک کیس آیا۔ ایک ملزم میرے سامنے پیش کیا گیا جس پر قتل کا الزام تھا، سارے ثبوت اس کے خلاف تھے اور وہ تھا بہت معصوم شکل، روتا اور چیختا بھی تھا کہ میں نے یہ قتل نہیں کیا۔ اس کی معصومیت سے یہ پتا چلتا تھا کہ اس

آثار صحابہؓ میں وارد ہے کہ عیسیٰ بن مریم ایک گدڑی پہنے ہوئے تھے کہ ان کو آسمان پر اٹھا لیا گیا

نے قتل نہیں کیا لیکن ثبوت یہ بتاتے تھے کہ اس نے قتل کیا ہے۔ جج صاحب نے بتایا کہ میری زندگی کا تجربہ تھا میرے تجربات اور اس کی معصومیت یہ بتاتی تھی کہ اس نے قتل نہیں کیا۔ اس لیے میری کوشش یہ شروع ہوگئی کہ اس کو بچالوں۔ اسی کوشش میں تقریباً تین مہینے میں نے اس فیصلے کو لمبا کیا لیکن میری کوشش ناکام رہی۔ میں سارا دن اسی کے بارے میں سوچتا رہتا تھا۔ میری زندگی کا یہ عجیب فیصلہ تھا۔ آخر کار میں نے اس کو سزائے موت لکھ دی۔ دوسرے دن اس کو سزائے موت ہونی تھی، میں اس کے پاس گیا اور پوچھا کہ سچ سچ بتاؤ تم نے قتل کیا ہے؟ کہنے لگا جج صاحب میں سچ کہتا ہوں کہ میں نے قتل نہیں کیا۔ جج صاحب نے کہا تم نے کون سا ایسا جرم کیا ہے؟ جس کی تمہیں یہ سزا مل رہی ہے۔ کچھ دیر سوچنے کے بعد کہنے لگا صاحب جی! میں نے ایک گناہ کیا ہے مجھے یاد آگیا ہے وہ یہ کہ میں نے ایک کتیا کو بڑی بے دردی سے مارا تھا اور وہ مرگئی تھی وہ قتل میں نے کیا ہے۔ جج صاحب چونک پڑے اور کہنے لگے تبھی تو جب سے تمہارا کیس میرے پاس آیا ہے آج تین مہینے ہوگئے روزانہ جب میں گھر جاتا ہوں ایک کتیا میرے دروازے پر بیٹھی ہوتی ہے اور چیاؤں چیاؤں کرتی ہے اور اپنی زبان میں مجھ سے انصاف کا کہتی ہے۔ جج صاحب نے بتایا کہ دوسرے دن اس شخص کو پھانسی ہوگئی اور مجھے یہ سبق ملا کہ اللہ کی مخلوق پر ظلم کرنے والے کو اللہ ضرور سزا دیتا ہے اس کے ہاں دیر ہے اندھیر نہیں۔ ہماری نظر میں جو مخلوق حقیر اور نجس ہے لیکن بنانے والے کو وہ مخلوق پیاری ہے۔

عدالت میں جھوٹی قسم اٹھائی:

بعض اوقات عدالتوں میں ایسے واقعات پیش آتے ہیں کہ دونوں فریق قرآن پاک پر حلف دینے کے لیے تیار ہوتے ہیں ویسے عدالتیں اور وکیل صاحبان قرآن پر حلف کے وقت بہت زیادہ محتاط ہوتے ہیں۔ اس طرح کا ایک واقعہ بہت مشہور ہے۔ رب نواز علاقے میں مقدمہ باز مشہور تھا۔ اس کا سارا دن عدالت میں گزرتا تھا۔ بارش ہو، آندھی ہو وہ عدالت میں لازمی آتا تھا۔ اس سے عدالتی نظام پر بات ہو رہی تھی تو میں نے کہا کہ حلف پر فیصلہ کرالو، اس نے کہا کہ کبھی بھی حلف پر فیصلہ نہیں کرانا چاہیے کیونکہ عموماً جھوٹا حلف دینے کے لیے لوگ تیار ہوجاتے ہیں۔ اس کا کہنا تھا کہ بے شک دیر ہوجائے مگر کوشش کرو حلف پر فیصلہ نہ ہو۔ میرا تجسس بڑھ گیا کہ یہ عجیب بات کر رہا ہے حالانکہ حلف پر فیصلہ ہونا چاہیے۔ اس نے بتایا کہ اس کے سامنے کئی واقعات ہیں جس نے بھی جھوٹی قسم اٹھائی

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ کا سب سے پہلا اجماع مسئلہ ختم نبوت پر ہوا

اور جس نے قسم اٹھوانے پر اصرار کیا وہ دونوں خسارے میں رہے۔ میں نے کہا کہ کوئی واقعہ سناؤ۔ اس نے بتایا کہ ایک شخص نے 4 کنال اراضی کا کیس دائر کیا۔

دوسرا شخص عدالت میں پیش ہوا اور اس نے جج سے مختصر بات کی کہ میں نے اراضی فروخت نہیں کی ہے اگر مدعی شخص قرآن پر حلف دے دے تو دعویٰ فیصلہ اس کے حق میں اور میرے خلاف کر دیا جائے۔ دعویٰ کرنے والا شخص حلف اٹھانے پر تیار ہو گیا۔ بتانے والا کہتا ہے کہ میں منع کرتا رہا مگر وہ باز نہ آیا کیونکہ میرے علم میں تھا کہ دعویٰ جھوٹا ہے جج نے کہا کہ باوضو ہو کر قرآن پر حلف دو کہ اس شخص نے تمہیں اراضی فروخت کر دی ہے۔ مدعی نے یہ الفاظ قرآن پاک پر حلف دے کر کہے۔ جج نے اس کے حق میں دعویٰ ڈگری کر دیا۔ وہ خوشی خوشی گھر جا رہا تھا بتانے والا کہتا ہے کہ وہ اس کے ساتھ ناراض تھا کہ جھوٹی قسم اٹھائی ہے اللہ پاک کو ناراض کیا ہے یقیناً اللہ کا عذاب نازل ہو گا۔

حلف اٹھانے والے نے کہا کہ دیکھا جائے گا، اب 4 کنال اراضی مل گئی ہے اور یہی باتیں کرتے ہوئے گھر کے قریب پہنچے تو اس کے گھر کے اردگرد کافی لوگ جمع تھے اور ایک نوجوان بھاگتا ہوا آیا اور بتایا کہ اس کے بیٹے کو بجلی کا کرنٹ لگا ہے اور وہ فوت ہو گیا ہے۔ حلف اٹھانے والا بھاگ کر گھر پہنچا تو دیکھا کہ اس کا بیٹا مٹی میں دبا ہوا تھا اور فوت ہو چکا تھا۔ اس نے بیٹے کو مٹی سے نکالا (دیہاتیوں میں جس کو کرنٹ لگتا ہے فوراً مٹی میں دبا دیتے ہیں) اور تفصیل پوچھی تو گھر والوں نے بتایا کہ گھر کے اوپر سے 11 ہزار وولٹیج کرنٹ کی لائن گزرتی ہے۔ بیٹا اچانک چھت پر چڑھ گیا اور دیوار سے دوسری طرف دیکھنے لگا توازن بگڑ گیا تو اچانک ہاتھ گیا رہ ہزار وولٹیج پر پڑا اسی وقت جسم تاروں سے چمٹ گیا۔ رب نواز کہتا ہے کہ میں ساتھ تھا میں نے پوچھا کہ کیا وقت تھا گھر والوں نے بتایا کہ ایک بجے کا وقت تھا اور ایک بجے ہی اس نے جھوٹی قسم اٹھائی تھی اراضی تو مل گئی مگر جوان بیٹا کھو دیا۔

☆دو قیمتی نایاب چیزیں☆

یونس بن عبید رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

روئے زمین پر دو چیزیں ایسی ہیں جن سے زیادہ قیمتی کوئی چیز نہیں ہے مگر وہ نایاب ہوتی جا رہی ہیں:

(۱)..... بے غرض دوست جس سے سکون حاصل ہو۔

(۲)..... حلال مال جو دروست جگہ استعمال ہو۔ (العزلۃ: ۱۷۲)

سائنسی ایجادات قرآن کریم کی روشنی میں

سید عادل علی

ایک غیر مسلم نے امام غزالیؒ سے سوال کیا کہ آپ کہتے ہیں کہ ہر چیز کا تذکرہ قرآن کریم میں موجود ہے، قرآن تو اجرام فلکی، مثلاً زمین اور سورج کی سیدھی حرکت کا تذکرہ کرتا ہے، جب کہ سائنس یہ کہتی ہے کہ حرکت دو طرح کی ہوتی ہے، سیدھی اور معکوس۔ آپ نے اس غیر مسلم سے پوچھا، تم نے یہ نتیجہ قرآن پاک کی کس آیت سے اخذ کر لیا کہ قرآن سیدھی حرکت کا ذکر کرتا ہے، تو اس نے اس آیت کو پڑھا۔ ''کُلٌ فی فلک یسبحون'' (سورۂ یٰسین) امام غزالیؒ نے برجستہ جواب دیا کہ اس آیت میں معکوس حرکت کا ذکر بھی ہے۔ کُلٌ فی فلک کو، کلٌ کے ک سے پڑھو، تب بھی کُلٌ فی فلک ہی بنے گا۔ اور فلک کے ''ک'' سے پڑھو، تب بھی کُلٌ فی فلک ہی بنے گا، جو اجرام فلکی کی دونوں طرح کی حرکت کا ثبوت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا: ''بے شک زمین و آسمان کی پیدائش اور رات اور دن کے آنے جانے میں عقل والوں کے لیے بڑی نشانی ہے۔'' (سورہ آل عمران)

مذکورہ بالا آیت دعوتِ عام ہے، ہر اس شخص کے لیے، جو عقل و شعور رکھتا اور کائناتی تغیرات پر غور و خوض کر کے نتیجہ اخذ کرتا ہو۔ مندرجہ بالا نتائج ہی کی بنیاد پر سائنس کی تشکیل اور مختلف شاخیں وجود میں آئیں، جس میں ایک شاخ فلکیاتی طبیعیات بھی ہے، جہاں سائنس دانوں نے کائنات کی وسیع و عریض دنیا کو سمیٹنے کی کوشش کی، وہیں ایسی ایجادات بھی سامنے آئیں، جنہوں نے زندگی سہل کر دی اور عقل کو حیران کر دیا۔

انیسویں اور بیسویں صدی کو ایجادات کا زمانہ کہا جاتا ہے، اس دور میں ایسی ایجادات سامنے آئیں، جن کے بارے میں پانچ چھ سو برس قبل سوچا بھی نہیں جا سکتا تھا، لیکن قرآن پاک اور احادیثِ مبارکہ میں ان کے تذکرے جس طرح ہیں وہ نہایت حیران کُن ہیں اور انہیں دنیا کے سامنے پیش کرنے کی ضرورت ہے۔ جن میں سے کچھ مثالیں درج ذیل ہیں۔

ہوائی جہاز: اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک

میں ارشاد فرمایا: ''اے جن و انس کے گروہ، اگر تم سے ہو سکے کہ آسمان و زمین کے کناروں سے نکل کر جاؤ تو نکل جاؤ، جہاں نکل کر جاؤ گے، اُسی کی سلطنت ہے۔'' (سورۂ رحمٰن)

مندرجہ بالا آیت میں زمین کے کنارے سے مراد، کششِ ثقل ہے، جہاں سے نکلنا انسان کے بس میں نہیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نکل کر جاؤ گے، لیکن زور کے ساتھ۔ اب وہ زور آور کون ہے، جس کا تذکرہ اس آیت میں سلطان کی صورت میں آیا ہے، تو عربی کی 'مفیروز اللغات'' میں سلطان کے معنی ہیں، ایسا زور، جس کی رفتار سیکڑوں گھوڑوں کی رفتار سے بھی زیادہ ہو، جس کی شبیہہ (صورت) ایسی کہ آگے سے لمبوترا، جو ہوا کو بھی چیر دے۔ ایسی تو دو ہی چیزیں ہو سکتی ہیں، ہوائی جہاز اور راکٹ۔ آپ ساخت اور رفتار کا اندازہ کر سکتے ہیں، جو اس آیت کی حقیقت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

راکٹ: (دوسرے سیاروں تک رسائی کا ذریعہ) اُوپر ذکر کی گئی آیت سے ہم راکٹ کا بھی استدلال لے سکتے ہیں، لیکن وہ فاصلے، جو جہاز کے ذریعے ممکن نہیں، مثلاً دوسرے سیاروں تک کا سفر، راکٹ کے ذریعے ممکن ہوا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشادِ پاک ہے ''اور چاند کی قسم، جب کامل ہو جائے، ضرور تم منزل بہ منزل چڑھو گے'' (سورۃ الانشقاق)۔

اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے زمین کے ذیلی سیارے، چاند کی قسم کھا کر فرمایا کہ تم سب ضرور منزل بہ منزل چڑھو گے۔ اب ذرا غور کریں کہ سب سے پہلے حضرتِ انسان نے چاند پر قدم رکھا، لیکن جستجو کا سفر رُکا نہیں، بلکہ اب حضرتِ انسان کی اگلی منزل مریخ ہے، ویسے بھی یہ سلسلہ رُکے گا کیسے، جب اللہ تعالیٰ نے فرما دیا ہے کہ تم منزل بہ منزل چڑھو گے۔

اسکرین یا پردہ: آئینہ انسان کو صرف اس کا حال دکھا سکتا ہے ماضی نہیں۔ اگر ماضی میں اپنی کوئی خوشی یا غم کی کیفیت دیکھنی ہو تو وہ لمحات ریکارڈ کر کے پردے یا اسکرین پر دیکھے جا سکتے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے ''تا کہ اپنا کیا دکھایا جائے تو جو ایک ذرہ بھر بھلائی کرے، اسے دیکھے گا اور جو ایک ذرہ بھر برائی کرے، اسے دیکھے گا'' (سورۃ زلزال)۔ قیامت جب قائم ہوگی اور اعمال نامے پیش کیے جائیں گے، تو اللہ تعالیٰ فرما رہا ہوگا کہ ''کوئی نیکی اور کوئی بدی ایسی نہ ہوگی، یہاں تک کہ ذرہ بھر نیکی بدی چھپی نہ رہے گی، جو انسان کو دکھا نہ دی جائے۔ نہ صرف اعمال نامے دیے جائیں گے، بلکہ ان اعمال کو دکھایا بھی جائے گا۔''

جدید مواصلاتی نظام: (ٹرین، بس،

سفر کی بدولت غلام بادشاہ بن جاتا ہے چاند بھی اگر سفر نہ کرتا تو اتنا حسین نہ ہوتا

کار) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا "اور گھوڑے اور خچر اور گدھے کہ ان پر سوار ہو اور زینت کے لیے اور وہ پیدا کرے گا، جس کی تمہیں خبر نہیں" (سورہ نحل)۔ آیت کے مضمون پر غور کریں کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے بار بردار جانوروں کا ذکر کیا اور پھر فرمایا کہ وہ کچھ مستقبل میں پیدا کرے گا، جس کی تمہیں خبر نہیں۔ اب اگر باربرداری کے جانوروں سے یہ سلسلہ شروع کیا جائے، تو گھوڑے، گدھے، اونٹ، خچر کے بعد ترقی ہوتی رہی، راستے بنتے گئے اور ایجادات بھی نئی نئی ترسیل کے حوالے سے سامنے آتی رہیں، جیسے بیل گاڑی، پھر گھوڑا گاڑی اور بڑھتے بڑھتے ریل گاڑی، موٹر کاریں، کارگو جہاز، پانی کے جہاز اور ابھی وہ کچھ باربرداری سے متعلق، جس کا علم صرف اللہ کو ہے۔

فنگر پرنٹس: ہاتھوں کی ہتھیلیاں اور پیشانی کے ذریعے لوگوں کے مستقبل کی پیش گوئی کا عمل صدیوں سے چلا آرہا ہے کہ انہیں کن مقاصد میں استعمال کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا: "اور وہ اپنی کھالوں (انگلیوں) سے کہیں گے تم نے ہم پر کیوں گواہی دی وہ کہیں گی ہمیں اللہ نے بلوایا جس نے ہر چیز کو گویائی بخشی اور اسی نے تمہیں پہلی بار بنایا اور اسی کی طرف تمہیں پھرنا ہے" (سورہ حم)۔

تحقیق سے سائنس اس نتیجے پر پہنچی ہر انسان کی انگلیوں پر موجود کھال کی بناوٹ، دوسرے سے جدا ہوتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے عیاں کر دیا کہ یہی کھال بتائے گی کہ تم نے اپنا ماضی کس طرح گزارا۔ موجودہ سراغ رسانی کے نظام کو دنیا بھر میں نہایت اہمیت حاصل ہے، جس کے ذریعے نہ صرف چوری چکاری، بلکہ قتل جیسے گھناؤنے افعال میں ملوث قاتلوں کا سراغ بھی لگایا جاتا ہے۔ قرآن کریم سے استدلال کا یہ سلسلہ رکا نہیں۔ حضرت انسان منزل بہ منزل آگے بڑھتا رہے گا اور اس کائنات سے متعلق مزید راز افشاں ہوتے رہیں گے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے تحقیق اور جستجو کو عقل مند لوگوں کی نشانیاں قرار دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے:

"بے شک زمین و آسمان کی پیدائش اور رات اور دن کے آنے جانے میں عقل والوں کے لیے بڑی نشانی ہے۔"

☆ اخلاق کی اہمیت ☆

اَخلاقی رُجحانات ہی افعال و اعمال کو وجود میں لاتے ہیں، اگر اَخلاقی رُجحان (نظام) درست نہ ہو تو اعمال و افعال کی اصلاح اور جرائم اور بداَخلاقیوں کا سدِباب کسی طرح ممکن نہیں۔

جاہل صاحب منصب جو درندگی کرتا ہے وہ سو درندے بھی نہیں کر سکتے۔ (مولانا رومؒ)

بدقسمتی سے آج عالم اسلام کے خلاف ریشہ دوانیاں زوروشور سے نہ صرف جاری ہیں بلکہ اسلام دشمن مسلمانوں کو بدنام کرنے کا کوئی بھی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ اسلامی اقدار کو خصوصاً ہدف تنقید کا نشانہ بنایا جارہا ہے اور اس کی پاسداری کرنے والے کو شدت پسند، دہشت گرد اور بنیاد پرست جیسے القابات سے نوازا جاتا ہے۔ اسلام کی ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اگر اسے دبانے کی کوشش کی جائے تو یہ مزید شدت سے پھیلتا ہے۔ یورپ میں اسلام کو پھیلنے سے روکنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگایا جارہا ہے مگر اُن کے تمام ہتھکنڈے نہ صرف ناکامی سے دوچار ہیں بلکہ اسلام پھیلنے کی شرح یورپ میں سب سے زیادہ ہے وہ کبھی ڈاڑھی رکھنے والے مسلمان کو دہشت گرد کے لقب سے پکارتے ہیں تو کبھی حجاب اوڑھنے والی عورت کو شدت پسند کا لقب دیا جاتا ہے۔ گذشتہ دنوں کئی سکھوں کو مسلمان ہونے کے شبہ میں قتل کر دیا گیا۔ بدقسمتی سے یورپ میں مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کر دیا گیا ہے۔ مسلمان عورتوں کو حجاب اوڑھنے سے منع کرنے کے لیے نت نئے ہتھکنڈے استعمال کیے جارہے ہیں۔ انہیں گرجا گروں میں نقاب اوڑھے راہبائیں نظر نہیں آتیں آخر وہ اُن کے حجاب پر بھی پابندی کیوں نہیں لگاتے تمام زیادتیاں صرف مسلمانوں کے ساتھ ہی کیوں ہورہی ہیں؟ آج اخبار میں یہ پڑھ کر بہت دُکھ ہوا کہ فرانس میں ایک قانون پاس ہوا ہے جس کی رو سے پردہ کرنے والی مسلم خاتون کو 18 ہزار جرمانہ ادا کرنا ہوگا۔ اس کے علاوہ انہیں باز پرس کے لیے پولیس اسٹیشن بھی لے جایا جاسکتا ہے اس کے جواب میں فرانس کی مسلمان عورتوں نے واشگاف اعلان کیا ہے کہ ایسے اوچھے ہتھکنڈوں کے ذریعے انہیں حجاب سے نہیں روکا جاسکتا اور وہ اس فیصلے کے خلاف عدالت میں جائیں گی۔ اصل میں یورپی لوگوں کا رہن سہن کافی حد تک جانوروں سے ملتا جلتا ہے اور وہ ننگ دھڑنگ رہنا پسند کرتے ہیں اور ان کی دلی خواہش ہے کہ باپردہ مسلم خواتین بھی ان کے رنگ میں ڈھل جائیں۔ بے شک نیم عریاں لباس پہننا گناہ کی

جس طرح پھول خوش بو کے بغیر بے کار ہے اسی طرح انسان کی زندگی بغیر کسی مقصد کے بے کار ہے

دعوت دینے کے مترادف ہے۔ اسلام ایک عظیم مذہب ہے قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے تمام دنیاوی مسائل اور ان کا حل واضح بیان کر دیا ہے۔ قرآن پاک میں دنیاوی مسائل کا حل صرف ابتدائی زمانے کے لیے نہیں تھا بلکہ یہ تا قیامت بنی نوع انسان کی رہنمائی کرتا رہے گا۔

مغربی ممالک کیونکہ قرآن پاک کو نہ جانتے ہیں نہ سمجھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ اُن کی اخلاقی گراوٹ کا یہ عالم ہے کہ صرف امریکہ میں ہر ایک منٹ بعد ایک بے گناہ عورت سے ریپ کیا جاتا ہے یعنی اس طرح ٹوٹل ایک دن میں 1440 بے گناہ عورتوں سے ریپ کیا جاتا ہے۔ یہی حال دوسرے یورپی ملکوں کا ہے اس کے برعکس آپ اسلامی ملکوں پر نظر دوڑائیں تو وہ اس لعنت سے قدرے محفوظ ہیں اس کا سارا کریڈٹ یقیناً اسلامی تعلیمات میں مضمر ہے۔ اسلام دشمنوں کی پوری کوشش ہے کہ اسلامی دُنیا میں بھی یورپی طرز کی فحاشی عام ہو جائے لوگ خواب غفلت میں پڑ جائیں تا کہ اسلام کو خوب بدنام کیا جا سکے لیکن اُن کی یہ خواہش کبھی پوری نہیں ہو سکتی۔ اسلام دشمن مسلمانوں کو اپنے رنگ میں ڈھالنے میں مکمل طور پر ناکام ہو چکے ہیں یہی وجہ ہے کہ اب وہ کبھی قرآن پاک کی بے حرمتی کرتے ہیں تو کبھی اسلامی شعائر کا مذاق اُڑاتے ہیں۔ آپ بد بخت امریکی پادری ٹیری جونز کو ہی لے لیں اس نے چرچ میں قرآن پاک کو جلا کر شہید کرنے کی ناپاک جسارت کی تھی اپنے ناپاک مشن کو مزید آگے بڑھاتے ہوئے اس نے اعلان کیا کہ نعوذ باللہ وہ اب حضور پاک ﷺ کی شان میں گستاخی کرے گا۔ یہ کوئی بہادری کی علامت نہیں بلکہ بدترین بزدلی ہے۔ آپ گستاخ رسول ﷺ تسلیمہ نسرین اور سلمان رشدی کو ہی لے لیں وہ کس طرح چوہوں کی طرح چھپ چھپ کر سیکورٹی گارڈز کے سہارے زندگی کے بقیہ دن پورے کر رہے ہیں یہی حال ٹیری جونز کا ہے وہ اب اپنی بقیہ تمام زندگی چوہوں کی طرح چھپ چھپ کر گزار دے گا اور اس سے بھی بدتر حال اُس کا مرنے کے بعد ہوگا۔ بدقسمتی سے یورپی عوام کی طرح اُن کی حکومتیں بھی بڑی تنگ نظر اور متعصب ثابت ہوئی ہیں آپ یہ جان کر حیران ہوں گے کہ امریکہ میں نعوذ باللہ ایک فٹ پاتھ پر نام محمد ﷺ لکھا ہوا ہے اور بد بخت لوگ اُس کے اُوپر سے گزرتے ہیں یہی نہیں بلکہ امریکہ میں ایک ایسا شراب خانہ بھی ہے جس کی عمارت ہو بہو خانہ کعبہ کی عمارت کی طرز پر بنائی گئی ہے اور اس عمارت کا نام بھی نعوذ باللہ کعبہ رکھا گیا۔ ہے اس کے علاوہ اکثر فلموں کے بارے میں فلمیں بھی بنائی جاتی ہیں۔ عمار کی لاکھ مخالفت کے باوجود اسلام دنیا میں سب سے زیادہ تیزی سے پھیلنے والا مذہب بن چکا ہے۔ حق و باطل کی اس لڑائی میں فتح یقیناً حق کی ہوگی۔ ان شاء اللہ۔

اللہ تعالیٰ اس امت کی مدد کمزور لوگوں کی دعاؤں، نمازوں اور اخلاص کی وجہ سے کرتے ہیں

ان کی حالت دیکھ کر درد اندر تک در آیا۔ جسے بادشاہوں کی طرح مسند پر بیٹھا دیکھا ہو وہ گداگروں کی مانند مانگتا نظر آئے تو دکھ تو ہوتا ہی ہے، مگر اس کی شدت اس ڈاکو سے کم نہیں ہوتی جس پر صرف کانٹے ہوں اور پھول نہ ہوں۔ یقیناً یہ قدرت کی نشانیاں ہیں۔ دلوں کا ادلتے بدلتے رہنا تو اللہ کے اس نظام کا حصہ ہے۔ دن بدلتے ہیں تو اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ دل بدل جاتے ہیں۔ یہ اللہ کی طرف پلٹیں تو گداگری بھی شاہی بن جاتی ہے اور اگر عیش میں یادِ خدا بھول جائے تو بادشاہت شان و شوکت کے باوجود پھیکے خربوزے سے بھی زیادہ بے وقعت نظر آتی ہے۔ یہ 6, 5 سال اُدھر کا قصہ ہے جب شیخ سعید سے میری جان پہچان ہوئی۔ ادارے میں دو سے تین ماہ کام کیا اور شیخ سعید سے میری جان پہچان ہوئی وہ کراچی کی مشہور سافٹ ویئر کمپنی کے سربراہ تھے۔ میں نے بھی ان کے ادارے میں دو سے تین ماہ کام کیا اور شیخ صاحب کو بہت قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ وہ خوش مزاج بھی تھے تو نماز کے پابند بھی، مگر ان کے معاملات صاف نہیں تھے۔ کمپنی کے متعدد ملازمین تنخواہیں نہ ملنے کا شکوہ کیا کرتے، حالانکہ حسابات کے شعبے والے بتاتے ہیں ہر ماہ 3 سے 4 لاکھ کی بچت ہوا کرتی، لیکن پھر کیا ہوا؟ انہوں نے آدھا اسٹاف کو فارغ کیا اور نوجوان لڑکیوں کو بھرتی کر لیا۔ ان کے ساتھ ہنسی مذاق بڑھتا گیا اور ساتھ ہی کمپنی کا بھٹہ بیٹھنا شروع ہو گیا۔ زندگی میں بعض مہلک غلطیاں ایسی ہوتی ہیں جنہیں انسان محض تفریح کے لیے اپناتا ہے، مگر انجام ہمیشہ رسوائی، بدنامی اور بعض اوقات تو جان سے ہاتھ دھو بیٹھنے کی صورت میں سامنے آتا ہے۔ ہر سال سڑکوں پر ون ویلنگ کرنے والے کئی نوجوان جان کی بازی ہار جاتے ہیں۔ اپنے ماحول کو بے پردگی سے آلودہ کرنے کی خطا بھی ون ویلنگ ہی کے جیسی ہے۔ جس طرح موٹر سائیکل کے دو پہیے ہوتے ہیں اسی طرح زندگی کی بائیک بھی دین اور دنیا دونوں کے ساتھ ہی چلتی ہے۔ جب ون ویلنگ ہوگی، سڑکوں پر واہ واہ کرنے والے بھی ملیں گے مگر اختتام ہمیشہ نقصان پر ہی ہوگا۔

شاید شیخ صاحب کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا۔ وہ اس کھیل کو سمجھ نہ سکے۔ آج ان کی کمپنی کے تمام دفاتر بند ہو چکے ہیں اور وہ اپنے سے ''کرائے'' کے گھر میں آ چکے۔ معاشی آسودگی نہ رہے تو اچھے اچھے بھی آنکھیں پھیر لیتے ہیں۔

وہ اب قرض مانگ کر گزارا کرنے پر مجبور ہیں۔ کل شب راہ چلتے اچانک مجھے دکھائی دیے تو میں ان کی حالت سے واقف ہوا۔ انہوں نے مجھ سے بھی تقریباً 20ہزار کے قرض کا مطالبہ کر دیا۔ دُکھ کی ایک لہر ہے جو میرے اندر اُتر آئی ہے۔ گھر لوٹتے ہوئے سوچتا رہا ایسا کیوں ہوا؟

بات صرف ایک نکتے پر جا کر ٹھہری ہے اور وہ ہے اللہ تعالیٰ کی کھلی نافرمانی اور یہ نافرمانیاں اس دریا کی جیسے ہوتی ہیں جس سے نیکیاں بھی مچھلیوں کی مانند ہاتھوں سے پھسل جاتی ہیں۔ ہم چھوٹی غلطیوں، معمولی گناہوں کو نظر انداز کرتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ ایک روز پہاڑ کی صورت اختیار کر جاتے ہیں، جسے آنکھیں دیکھنے کی تاب نہ لا سکیں، اٹھانا تو دور کی بات ہے۔ شیخ صاحب کی پہلی غلطی، پہلے قصور کا آغاز اپنے ماتحتوں پر کشادگی کے باوجود ''ظلم'' کی صورت میں ہوا تھا، جس کا انجام اوپر گزر چکا۔ مسئلہ اس وقت پیدا ہوتا ہے جب ہم دین کے معاملے میں عبادات تک محدود ہو جاتے ہیں۔ ہم دین کے اندر بسی معاملات کی دنیا میں جھانکنے سے بھی گریز کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے ہمارے خوابوں کی دنیا بھی تعبیر کا روپ نہیں دھار پاتی۔ مسلم اُمہ کے 59 ممالک کا کتابوں کے ذریعے دورہ کیجیے تو معلوم ہوگا ہمارے زوال کا اصل سبب نافرمانی ہی ہے۔ کہیں عبادات سے ہم نے منہ موڑ رکھا ہے تو کہیں معاملات سے پیچھا چھڑاتے ہیں اور آخرت میں شیخ صاحب کی طرح دفتروں کو تالا لگانے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔

کوئی کہہ سکتا ہے پھر مغرب اتنا خوشحال کیوں ہے؟ ہاں! انہوں نے اسلام کے اصول اپنا رکھے ہیں، مگر یہ بھی سچ ہے آخرت میں ان کا کوئی حصہ نہیں۔ وہ اپنی دنیا کلمہ پڑھے بغیر دین کے اصولوں سے بناتے ہیں اور ہم دین سے دور ہو کر دنیا سے بھی محروم ہو جاتے ہیں۔ مغرب پر زوال آتا ہے، سیلاب یا طوفان چنگھاڑتے ہیں تو اس کی صرف سائنسی وجوہ تلاش کر کے وہ لوگ اللہ سے اور بھی دور ہو جاتے ہیں، مگر مسلمانوں پر آنے والی قدرتی آفات بھی اس وقت رحمت میں بدل جاتی ہیں جب یہ لوگوں کو اللہ کی جانب پلٹانے کا ذریعہ بن جائیں۔ پھر دن بدلیں یا راتیں، ان کا کچھ نہیں بگڑتا۔ لہٰذا ہمیں اپنی یہ بنیادیں مضبوط کرنے کی ضرورت ہے جب ہم دین میں پوشیدہ دنیا کے ساتھ چلیں گے۔ جب ہم ''ون ویلنگ'' پر سفر چھوڑ دیں گے۔ جب ہمارے ستون اللہ کی نافرمانی پر استوار نہیں ہوں گے۔ جب ہمارے معاملات عبادات کی طرح صاف ہو جائیں گے تب ہماری کمپنیوں کو تالا لگے گا نہ ہماری خوشحالی کے دروازے بند ہوں گے۔ ہم دنیا میں بھی کامیاب ٹھہریں گے اور پل صراط سے بھی ایک ہی جھٹکے میں گزرنے کا اعزاز حاصل کریں گے۔ پھر مسندیں ہماری راہ کی رکاوٹ بنیں گی نہ فقیروں کا کشکول۔

جو دل ذکر اللہ سے محروم ہو وہ خالی کنویں کی مانند ہے

جرمن عدالت نے سکول میں نماز پر پابندی کے خلاف درخواست مسترد کر دی

جرمنی کی وفاقی عدالت نے سکول میں نماز پڑھنے پر پابندی کے خلاف مسلمان طالب علم یونس کی درخواست مسترد کر دی اور سکول پرنسپل کا فیصلہ برقرار رکھا جس نے مسلمان طلبا کو سکول کے اندر نماز پڑھنے سے روک دیا تھا۔ عدالت نے قرار دیا کہ سکول کے اوقات میں نماز کی ادائیگی سے سکول کی کارروائی متاثر ہوگی، یہ کیس دو سال سے زیر سماعت تھا۔ عدالت نے کہا کہ جس علاقے میں یہ سکول ہے وہ نسلی طور پر تقسیم شدہ ہے اور بعض اوقات قرآن کی تشریح کے معاملے پر مسلمان طالب علموں میں سنگین تنازعات پیدا ہو جاتے ہیں۔

(روزنامہ جنگ یکم دسمبر 2011)

تیونس و مراکش کے بعد مصر میں بھی دینی جماعتوں کی کامیابی

ڈکٹیٹر حسنی مبارک کے خلاف کامیاب انقلاب کے بعد مصر میں ہونے والے پہلے پارلیمانی انتخابات کے پہلے مرحلے میں اخوان المسلمون نے واضح سبقت حاصل کر لی۔ قبل ازیں تیونس اور مراکش میں دینی جماعتیں جیت چکی ہیں۔ نتائج کے مطابق فریڈم اینڈ جسٹس پارٹی (اخوان المسلمون کا سیاسی ونگ) پہلے نمبر پر ہے جب کہ دوسرے نمبر پر سلفی جماعت کی النور موومنٹ ہے۔ اس طرح دینی جماعتوں نے انتخابات میں واضح برتری حاصل کر لی ہے۔ سیکولر جماعتوں کے اتحاد نے ۲۲ فیصد ووٹ حاصل کیے ہیں۔ مراکش کے بادشاہ محمد ششم نے پہلی بار اسلامی جماعت جسٹس اینڈ ڈیولپمنٹ پارٹی کے قائد عبداللہ بن کرانے کو وزیر اعظم نامزد کیا ہے۔

(روزنامہ نوائے وقت یکم دسمبر 2011ء)

اقبال کے مقالہ سے متاثر ہو کر روم یونیورسٹی کی سکالر کا قبول اسلام

روم یونیورسٹی (اٹلی) سے فارغ التحصیل پی ایچ ڈی اسکالر، فلسفی اور مصنفہ ڈاکٹر سبرینا لئی نے علامہ اقبال کے شہرہ آفاق تھیسس سے متاثر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔ چند

ہڑپن مخفی وہ ہے جس کے دو رخ ہیں یعنی ایک آدمی کے پاس ایک رخ سے آئے اور دوسرے کے پاس دوسرے رخ سے

برس قبل ایک چھوٹے سے واقعہ نے ڈاکٹر سبرینا لئی (جنہیں لاطینی اور یونانی زبانوں پر عبور حاصل ہے) کی زندگی میں انقلاب برپا کر دیا، جب علامہ اقبال کے تھیسس Reconstruction of Religious Thought in Islam کے لاطینی زبان میں ترجمہ کے دوران انہیں اسلام کا مطالعہ کرنے کا موقع ملا اور بقول ڈاکٹر صاحب اس تھیسس میں انہیں تمام سوالوں کے جواب مل گئے۔ دیگر مذاہب جن کی وضاحت کرنے سے قاصر تھے۔

(روزنامہ جنگ یکم نومبر 2011ء)

باپ مقتول سلمان تاثیر صاحبزادی شہربانو تاثیر

محترمہ نے بھارت میں ایک پروگرام کے دوران فرمایا ہے کہ پاکستان کی ایک حقیقی بدنما حالت یہ ہے کہ دینی مدرسوں کی تعداد میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔ امریکہ کو دہشت گردی کی جڑ تک پہنچنا چاہیے جس کے ذریعہ انتہاپسندی کو فروغ مل رہا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ انتہاپسندی دینی مدارس کے ذریعہ نئی نسل کے تمام افراد متاثر کر رہی ہے۔

(روزنامہ جنگ 6 نومبر 2011ء)

جاپان قادیانیوں کی نئی پناہ گاہ

جاپان میں پاکستانی شہریوں کی جانب سے خود کو قادیانی ظاہر کر کے سیاسی پناہ حاصل کرنے کے واقعات میں زبردست اضافہ ریکارڈ کیا جا رہا ہے جن کی تعداد تین سو کے لگ بھگ ہو چکی ہے جب کہ جاپان میں مقیم پاکستان اور بھارت سے تعلق رکھنے والی قادیانی کمیونٹی نئے آنے والوں کے لیے قانونی طور پر قیام کے لیے قادیانی ہونے والے پاکستانیوں کی مالی و قانونی معاونت بھی فراہم کر رہے ہیں۔ گزشتہ ایک سال کے دوران سو سے زائد پاکستانی، بھارتی اور بنگلہ دیشی شہریوں نے قادیانی ہونے کے سبب اپنے اپنے ممالک میں جان کے خطرے کے پیش نظر جاپان میں سیاسی پناہ کے لیے درخواستیں دائر کی ہیں۔

(روزنامہ جنگ 2 دسمبر 2011ء)

عراق: امریکہ کی زیر نگرانی تیار شدہ آئین

امریکہ کے ایجنٹوں کے مشورے اور ان کی زیر نگرانی عراق کے لیے ایسا آئین تیار کیا گیا ہے جس سے اسلامی اقدار کا خاتمہ کیا جا سکے۔ مثال کے طور پر آئین مرد اور عورت کے بغیر شادی کے اکٹھا رہنے اور ہم جنس پرستی کو تسلیم کرتا ہے۔ مغرب عراق کو اسلامی شریعت کے قلعے میں دراڑیں ڈالنے کے لیے تجربہ گاہ کے طور پر استعمال کرنا چاہتا ہے۔

(عالمی تسلط کی امریکی حکمت عملی۔ اویس احمد)

☆☆.....☆☆.....☆☆

عربی ..... اردو ..... English

عربی	اردو	English
مَاهٰذِهٖ؟	یہ کیا ہے	What is this?
هٰذِهٖ مَدْرَسَةٌ	یہ ایک مدرسہ ہے	This is a School
مَنْ هٰذَا؟	یہ کون ہے؟	Who is this?
هٰذَا مُدَرِّسٌ	یہ استاذ ہے	This is a Teacher
مَنْ هٰذَا؟	یہ کون ہے؟	Who is this?
هٰذَا مُدِيْرٌ	یہ پرنسپل ہے	This is a Principal
مَنْ اَنْتَ؟	تم کون ہو؟	Who are you?
اَنَا طَالِبٌ	میں طالب علم ہوں	I am Student
مَنْ اَنْتِ؟	تم کون ہو(مؤنث)	Who are you?
اَنَا تِلْمِيْذَةٌ	میں طالبہ ہوں	I am Student

☆.....رشتے بغیر رجسٹریشن فیس میچ کروائیں!.....☆

.....بے شک جوڑے آسمانوں پہ بنتے ہیں.....

آل پنجاب سے ہر قسم کے اشخاص رابطہ کریں۔ لڑکے اور لڑکیوں کے رشتوں کا با اعتماد ادارہ۔ فرسٹ لیٹ میرج/ سیکنڈ میرج/ اچھی کاس کے رشتے میچنگ کے لیے ہمارے ساتھ رابطہ کریں۔

Cell:-0333-4234004,0302-6889992

زندگی میں اچھے کام کرو موت کے بعد یاد رکھے جاؤ گے